تاریخ اسلام

حصۂ اوّل

یعنی

حیات النبی

جسمیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مختصر لیکن معتبر اور مستند حالات درج ہیں
اور جسے زمانہ حال کے مشہور ادیب اور مورخ علامہ محی الدین خیّاط مصری نے
معتبر کتب تاریخی کی مدد سے تالیف کیا

اور

خاکسار محمد صدیق نے بمعاوضہ مولانا مولوی ابو المحمود محمد حامد خاں صاحب فاضل ادبیات سے
ترجمہ کرایا اور خود ترجمہ پر نظر ثانی کی اور اصلاح و ترمیم۔ حذف و اضافہ کے بعد بخوبی [illegible]

صدّیق بک ڈپو لکھنؤ

سے شایع کیا

بار اول ۲۰۰۰

مطبوعہ اشاعت العلوم پریس فرنگی محل لکھنؤ

دیباچہ

الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بہت سے مدرسین نے مجھ سے ایسی کتاب کی تالیف کی فرمائش کی جو اسلامی تاریخ کے اسباق پر حاوی ہونیکے ساتھ ساتھ سلیس جامع اور زوائد سے منزہ ہو تا کہ طلبا بآسانی سے سمجھ سکیں اور مدرسین کو پڑھانے میں سہولت ہو۔ اس کام کی اہمیت نیز اپنی مشغولیت اور کتب معتبرہ کی ورق گردانی و اقتباس مضامین کی صعوبتوں کو دیکھ کر پہلے تو میں گھبرایا لیکن احباب کی فرمائش نیز اس ضرورت کا خیال کر کے کہ ایسی جامع منفعات کوئی مختصر تاریخ درس کیلئے موجود نہیں حالانکہ بچوں کی تعلیم کیلئے تاریخی اسباق لازمی ہیں۔ اہل یورپ اپنے بچوں میں ابتدا ہی سے تاریخی ذوق پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ صغر سنی ہی سے اپنے ملک و قوم کے حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں اور ملک و وطن کی محبت کا جذبہ ان میں بھر جاتا ہے۔ اس سلسلہ کے میں نے چھ حصے تجویز کئے ہیں۔

حصہ ۱۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانحعمری۔

حصہ ۲۔ خلفائے راشدین کے مختصر حالات

حصہ ۳۔ خلافت بنی امیہ کی تاریخ۔

حصہ ۴۔ خلافت بنی عباس کی تاریخ

حصہ ۵۔ چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتوں کی تاریخ۔

حصہ ۶۔ سلطنت عثمانیہ کے مختصر حالات۔

ہر حصہ میں بہت سے اسباق ہیں۔ ہر سبق کے بعد چند سوالات لکھے گئے ہیں تاکہ سبق پڑھانیکے بعد مدرسین لڑکوں کا امتحان لیں بچوں کی آسانی کیلئے ہر سبق کے بعد اسکا خلاصہ بھی لکھ دیا گیا ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود مجھے اعتراف ہے کہ اس کتاب میں میں نے انتخاب و ترتیب کے سوا کوئی اہم کام انجام نہیں دیا۔ امید کہ انشاء اللہ طلبہ کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

محی الدین خیاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا سبق

تاریخ کسے کہتے ہیں

تاریخ کے لغوی معنی زمانہ یا وقت ہیں۔ اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس سے گذشتہ و موجودہ لوگوں کے حالات معلوم ہوں یہ فن ہر انسان کے لئے یکساں مفید ہے۔

تاریخ کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

ہم تاریخ تین طرح سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اوّل۔ مختلف اوراق وکتب (جیسے کتب ادب و قوانین یا کاغذات عدالتی وغیرہ) کے مطالعہ سے۔

دوم۔ پرانے لوگوں سے مختلف اخبار جیسے شعر یا مثل یا قصے کہانیوں کو سنکر۔ اس قسم کی خبریں اگرچہ اکثر مبالغہ سے خالی نہیں ہوتیں۔ مگر ایک عقلمند اور محقق انسان انسے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

سوم۔ پرانی یادگاروں سے جیسے قلعے۔ مکانات عمارات۔ ہتھیار۔

کپڑے یا دوسری برتنے کی چیزیں وغیرہ۔

کن علوم سے تاریخ میں مدد ملتی ہے

ایک مورخ کے لئے چند علوم کی ضرورت ہے جن میں سے علم جغرافیہ علم تقویم و طبقات الارض کا جاننا تو ایسا ہی ضروری ہے جیسے اندھیرے میں روشنی کا ہونا۔

مبداء تاریخ

انسان کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی حادثہ یا واقعہ کو بیان کرتا ہے تو ہمیشہ تعین وقت کے لئے کسی بڑے واقعہ کا حوالہ دیتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں بات۔ طوفان نوح یا پیدائش عیسےٰ یا ہجرۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر اتنے دنوں یا بعد وقوع میں آئی۔

بڑے واقعات

ایسے بڑے وقائع اور حوادث جو مبداء تاریخ ہیں یعنی جنکا حوالہ دیا جاتا ہے یا جن سے دیگر وقائع کے اوقات کا تعین ہوتا ہے۔ بہت ہیں، مگر تین کا زیادہ رواج ہے۔

پیدائش عالم۔ میلاد مسیحؑ۔ ہجرت محمدؐ۔

پیدائش عالم

عالم کب پیدا کیا گیا اور انسانوں کا وجود کب سے ہوا اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ انسان کی پیدائش۔ ہجرت محمدؐ یا پیدائش عیسےٰ کے چار ہزار سال پیشتر ہوئی بعض چھ ہزار سال قبل بتاتے ہیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ہجرت محمدؐ کے لکھو کھا برس قبل ہوئی مگر حقیقت اب تک پوشیدہ ہے۔

بہرصورت اس امر کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ چینی - ہندی - مصری - دنیا کی قدیم قومیں ہیں" اور انکا وجود سب سے پہلے ہوا" انگریزونکے قول کے موافق ان قومونکا وجود چھ یا دس ہزار سال پیشتر سے ہے -

زمین اور مخلوق

علم طبقات الارض کے جاننے والونکا خیال ہے کہ زمین پہلے آگ کا گولہ تھی - کچھ دنوں بعد ٹھنڈی ہو کر سخت ہو گئی - پھر نہیں معلوم کتنی مدت کے بعد اسمیں پودوں کے اُگنے کی صلاحیت پیدا ہوئی، اسی طرح رفتہ رفتہ حیوانوں پھر انسانونکے رہنے کے قابل بن گئی"!

انسان

انھیں علماء کا خیال ہے کہ انسان پہلے بالکل وحشی، تھا یہی وحشی اور غیر مہذب انسان جو کسی قابل نہ تھا کچھ دنوں بعد ضروریات کی چیزیں مثلاً مکان لباس اور اشیاء خوردنی وغیرہ اکٹھا کرنے لگا اور رفتہ رفتہ تہذیب و تمدن کے راستہ پر آگر اب کس حسن معاشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے"!!

انسانونکی تاریخ اور اسکے اقسام

انسانونکی تاریخ یا اُنکے حالات کی دو قسمیں ہیں یا تو وہ حالات عام لوگوں سے متعلق ہونگے یا خواص پر موقوف و منحصر ہونگے یعنی اسمیں کسی خاص گروہ یا ملک سے بحث کیجائیگی -

قسم اول کو اصطلاح میں تاریخ عام کہتے ہیں اور دوسری کو تاریخ خاص

تاریخی زمانے

مورخین نے تاریخ کے اعتبار سے زمانہ کی تین قسمیں قرار دی ہیں -

۱ - قرون اُولیٰ - اس زمانہ کی ابتداء نامعلوم ہے اور انتہا سلطنت رومی غربیہ کے اختتام تک ہے -

۲ - قرون وسطیٰ - سلطنت رومی غربیہ کے اختتام سے لیکر حکومت رومی شرقیہ کے اختتام یعنی بنی عثمان کے قسطنطنیہ فتح نے تک کا زمانہ قرون وسطیٰ کہلاتا ہے -

۳ - قرون متاخرہ - فتح قسطنطنیہ سے اب تک کا زمانہ ہے -

قرون اور عصر

قرن اور عصر دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی سَو برس کی مدت پر دونوں کا اطلاق ہوتا ہے -

انسانی تاریخ یا حالات کے معلومات

انسانی تاریخ اور انکے حالات لوگوں کو بہت کم معلوم ہیں - اور کتابوں میں تو محض تین ہزار برس کے حالات" موجود ہیں"

مشق کے لیے سوالات

۱ - تاریخ کیا ہے اور کسے کہتے ہیں ؟

۲ - ہمکو تاریخ کن ذرائع سے حاصل ہو سکتی ہے ؟

۳ - کن علوم سے تاریخ میں مدد ملتی ہے "؟

۴ - ابتداء تاریخ کیا ہے اور تاریخ بیان کرتے وقت کن وقائع کا حوالہ دیا جاتا ہے ؟

۵ - بڑے وقائع میں سے کسی واقعہ کا نام لو ؟

۶ - تم ابتداء مخلوقات کے متعلق کیا جانتے ہو -

۷ - زمین پہلے کیا تھی ؟

۸ - پہلے انسان کی کیا حالت تھی؟
۹ - تاریخ کے اقسام بتاؤ؟
۱۰ - تاریخی اعتبار سے زمانوں کی تقسیم کرو؟
۱۱ - قرن اور عصر کے معنی بیان کرو؟
۱۲ - انسانوں کے حالات کے متعلق کیا معلوم ہے؟

گذشتہ سبق کا خلاصہ

تاریخ ایک علم طبعی ہے جو ہر انسان کے لئے یکساں مفید اور نافع ہے، تاریخ دانی کے لئے جغرافیہ وتقویم وغیرہ کا جاننا سخت ضروری ہے "تاریخ بیان کرتے وقت تعین زمانہ کے لیے بڑے بڑے واقعات مثلاً میلاد عیسےٰ ہجرۃ نبویہ وغیرہ کا حوالہ دیا جاتا ہے"

پیدائش موجودات کا زمانہ نامعلوم ہے۔
مگر زیادہ محقق چھ ہزار سال ہے،
تاریخ کی دو قسمیں ہیں عام و خاص - تاریخی اعتبار سے زمانہ کے تین ۳ حصّہ مقرر ہیں۔ قرون اولیٰ ۲ قرون وسطیٰ ۳ قرون متاخرہ۔
زمین ایک آتشیں کرہ تھی کچھ مدت نامعلوم کے بعد سرد ہو کر سخت ہو گئی اور اسطرح زمین کا پہلا طبقہ تیار ہوا اسیطرح وہ بتدریج حیوانات و انسانات کی گذران کے قابل ہو گئی۔
انسان پہلے وحشی اور غیر مہذب حیوان تھا پھر رفتہ رفتہ ترقی کر کے نہایت سلیقہ شعار ہو گیا انسانوں کے تین ہزار سال کے حالات لوگوں کو معلوم ہیں سو برس کی مدت کو عصر یا قرن کہتے ہیں۔

دوسرا سبق

عرب کی حالت قبل اسلام کے

بشر کے اقسام

دنیا میں ہر ملک وسلطنت کے انسانونکا رنگ وروپ جداگانہ ہے اور سیکڑوں رنگ کے آدمی موجود ہیں مگر تین قسمیں بڑی ہیں۔ سفید۔ زرد۔ سیاہ اکثر انھیں اجناس کے ملاؤ سے دوسری قسمیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

سفید جنس کے لوگ

سفید رنگ کے لوگ پہلے فارس میں تھے پھر ہندوستان وغربی ایشیا میں اس قسم کے لوگ پائے گئے۔ رفتہ رفتہ یہ جنس تمام یورپ میں پھیل گئی۔

زرد لوگ

اس قسم کے لوگ چین میں تھے آہستہ آہستہ شمالی ایشیا پھر جزائر ملاکا میں پھیل گئے۔

سیاہ لوگ

اس رنگ کے لوگ افریقہ اور آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں۔

مختلف اجناس کا ملاؤ

اختلاط طبیعت بشریہ کا مقتضیٰ ہے یعنی انسانی طبیعت ہی میل جول

اور اختلاط کو چاہتی ہے اسی وجہ سے بہت سے ایسے نئے رنگ پیدا ہو گئے ہیں جو دو رنگوں کے ملاؤ سے پیدا ہوا کرتے ہیں مثلاً سفید اور سیاہ ملکر ایک متوسط رنگ پیدا ہو گیا اسی طرح سیاہ و زرد وغیرہ کے باہم اختلاط سے بھی مختلف الوان پیدا ہوئے۔

مورخین امریکہ کے سرخ لوگونکو زرد رنگ کی جنس سے بتاتے ہیں۔

عرب کے باشندے کس جنس سے ہیں

اہل عرب کا شمار اُن لوگوں میں ہے جنکا رنگ سفید و سیاہ سے ملکر پیدا ہوا یعنی ان لوگونکا رنگ گندمی ہے۔

ملک عرب

عرب ایک جزیرہ یا جزیرہ نما ہے مگر پانی کی قلت۔ پہاڑوں اور وادیوں کی کثرت کے باعث اُس کا شمار خشک و بے آب و گیاہ ممالک میں ہے۔ وہاں کے باشندے اکثر بدوی اور وحشی ہیں کیونکہ انسان مکان و وقت اور گرد و نواح کا نمونہ ہوتا ہے۔

عرب کی اجتماعی حالت

خشک ممالک کے لوگوں کا دستور ہے کہ وہ طلب رزق کیلئے حرکت کرتے رہتے ہیں اسی وجہ سے تو عرب چوپایوں کے پالنے پر مجبور ہیں جیسا کہ خانہ بدوشوں کا معمول ہے۔

جانوروں کے ذریعہ سے رزق حاصل کرنے میں بھی اُن لوگونکو دقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں جانور بھی بہت کم ہیں۔

قاعدہ ہے کہ انسان رزق کی تنگی کے سبب جھگڑے فساد اور دیگر بُرے

اطوار چوری ڈاکہ زنی وغیرہ کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔
یہی تو وجہ ہے کہ عرب کے لوگ لوٹ مار کے عادی ہوتے ہیں۔ ان عربوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو تجارتکا مال ایک ملک سے دوسرے ملک میں بیچا یا کرتا تھا مگر راستوں کی تنگی اور خطرات کے باعث ان کی تجارت میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی

عرب کی مذہبی حالت

عرب کی مذہبی حالت بھی اجتماعی حالت کی طرح بے قاعدہ و بے نظام تھی۔ وہ لوگ تو اپنے کو ابراہیمؑ کا متبع بتاتے تھے مگر انکے افعال حضرت ابراہیمؑ کے بالکل مغائر تھے۔ بلکہ اکثر قبیلے کے لوگ بت پرست تھے اور بعد میں تو عام طور پر اسکا رواج ہو گیا تھا۔

مذہب انسان کے لئے ضروری ہے

ہر فرقہ ہر گروہ ہر قوم بلکہ ہر گھر کے لیے ایک قانون اور سیاست کی سخت ضرورت ہے نہیں تو وہ شتر بے مہار ہو کر ان جانوروں کی طرح ہو جائیں گے جنکا کوئی نظام نہیں ہے۔ قانون و دستور العمل انسان کو فطرتاً محبوب ہے کیونکہ انسان نے جب سے ہوش سنبھالا اور شاہراہ تمدن و تہذیب پر آیا تب سے کبھی بے نظام و بے ربط رہنا پسند نہیں کیا۔
قانون دو طرح کے ہوتے ہیں ۱۔ خود انسان کے بنائے ہوئے ۲۔ مذہب کے بنائے ہوئے۔
انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے ایجاد کردہ قانون و نظام کی نسبت مذہبی قوانین کو زیادہ وقعت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اس لئے عرب کو ایک ایسے مذہبی قانون کی حاجت تھی کہ جسکی اتباع سب کریں۔

پس معلوم ہو گیا کہ عرب کی جملہ ضروریات میں سے اسلام کا ظہور بھی ایک نہایت اہم اور ضروری کام تھا۔

ظہور اسلام کے قبل کی قومیں

اہل عرب کی ہم زمانہ قومیں بھی اُن کی طرح برائیوں سے محفوظ نہ تھیں بلکہ اہل فارس اہل روم وغیرہ میں بھی فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی اور ان کا بھی کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔

لہٰذا اسلام کا ظہور محض عرب کے لئے نہیں بلکہ اس زمانہ کی تمام اقوام کے لئے سخت ضروری تھا۔

مشق کے لئے سوالات

۱۔ اجناس بشر کتنے ہیں؟
۲۔ سفید لوگ کہاں تھے؟۔
۳۔ سیاہ و زرد لوگ کہاں تھے؟۔
۴۔ مختلف رنگ کے آدمیوں کے اختلاط کا نتیجہ کیا ہوا؟۔
۵۔ عرب کس قسم کے لوگوں میں ہیں؟۔
۶۔ عرب کیسا ملک ہے؟۔
۷۔ عرب کی حالت اجتماعیہ بتاؤ؟
۸۔ عرب کی مذہبی حالت کیا تھی؟۔
۹۔ مذہب انسان کے لیے کیوں ضروری ہے؟
۱۰۔ قبل اسلام اُمتوں کی حالت کیا تھی؟۔
۱۱۔ کیا اسلام محض عرب کے لیے ضروری تھا؟۔

گذشتہ سبق کا خلاصہ

دنیا میں مختلف رنگ کے لوگ پائے جاتے ہیں مگر اصل تین ہی ہیں ا۔ سفید ۲۔ زرد ۳۔ سیاہ انکے آپس میں ملجانے سے مختلف قسم کے متوسط رنگ پیدا ہو گئے عرب گندمی رنگ کے ہوتے ہیں۔ عرب ایک خشک جزیرہ نما ہے یہاں کے لوگ رزق کے لئے غارت اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت ابراہیمی کو چھوڑ کر بت پرست ہو گئے تھے۔ مذہب ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ دین اسلام نہ صرف عرب بلکہ تمام اقوام کے لئے ضروری تھا۔

تیسرا سبق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور

(۱) اہل عرب کی قسمیں

اہل عرب کی تین قسمیں ہیں ۱۔ بائدہ ۲۔ عاربہ ۳۔ مستعربہ۔
بائدہ۔ جس میں کہ قوم عاد۔ ثمود۔ جدیس۔ طسم۔ عملاق وغیرہ داخل تھے فنا ہو گیا عاربہ میں بنو قحطان۔ بنو جرہم بن قحطان۔ بنو یعرب بن قحطان وغیرہ ہیں مستعربہ۔ بنو اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اسی قسم میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں حضرت ابراہیم آپ کے دادا ہیں ۹؎

حضور کا ددھیالی سلسلہ نسب

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک شخص عدنان بن اد ہیں انسے آپکا ددھیالی سلسلہ نسب ملتا ہے۔

ددھیالی شجرہ

محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

حضور کا ننھیالی سلسلہ نسب

محمدؐ بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ کلاب پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ددھیالی و ننھالی سلسلہ نسب ملجاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔

مذہب اسلام کے بانی جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲/ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء عیسوی کو شہر مکہ میں ہوئی اس لحاظ سے حضورؐ اور حضرت عیسیٰ کی ولادت میں ۵۷۱ سال کا فرق ہوتا ہے۔

پیدائش مسیحؑ اور وفات موسیٰ علیہ السلام میں ۱۷۱۶ سال کا فرق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۵۴۵ برس کا وقفہ ہے حضرت ابراہیم اور طوفان کا درمیانی زمانہ ۱۰۸۱ سال ہے

طوفان حضرت آدمؑ کے ۲۲۴۲ سال بعد بپا ہوا تھا اس حساب سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدمؑ کے ۶۱۵۵ سال بعد دنیا کو منور و مشرف فرمایا۔

حضور کی تربیت

حضور مکہ میں بحالت یتیمی پرورش پاتے رہے کیونکہ آپ کے والد بزرگوار آپکی ولادت کے دو ماہ قبل ہی وفات پا چکے تھے انکی وفات یوں ہوئی کہ ایک دفعہ وہ تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے وہاں سے بیمار ہوکر مدینہ آئے یہاں اپنے ننہیال قبیلہ بنی نجار میں انتقال کرگئے۔ انہوں نے سوائے پانچ اونٹوں اور ایک لونڈی کے کوئی چیز ترکہ نہیں چھوڑی۔

حضور کی والدہ ماجدہ کی وفات

جب آپکا سن شریف چھ سال کا ہوا تو آپکی ماں آپ کے ننہیال قبیلہ بنی نجار تشریف لے گئیں وہاں سے لوٹتے وقت مقام ابواء (ایک گاؤں ہے مدینہ و مکہ کے درمیان) میں انتقال فرمایا اس کے بعد ام ایمن نے آپ کی پرورش کی اور حضرت عبدالمطلب آپ کی کفالت فرماتے رہے۔

آپکے جد امجد حضرت عبدالمطلب کی وفات

دو برس کفالت کرنے کے بعد آپ کے دادا نے ۱۴۰ برس کے سن میں وفات پائی انکا شمار رؤسا مکہ میں تھا آپ کے چچا ابو طالب یعنی حضرت علی کے والد نے آپکو اپنی آغوش تربیت میں لیا۔ خدا کی قدرت کہ آپکی تعلیم کا خیال کسی نے نہیں کیا اس لئے آپ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔

آپکا پہلا سفر

جب حضور کی عمر شریف تیرہ سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا اور یہی آپ کا پہلا سفر تھا۔ جب قافلہ بصریٰ پہونچا تو تیماء کے

ایک یہودی یا نصرانی عالم نے چند علامات کو محسوس کر کے کہا کہ تمہارے بھتیجے کی آئندہ زندگی شاندار ہوگی لہذا اسکی حفاظت کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا سفر۔

جب حضرت ۲۵ برس کے ہوئے تو آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد کی طرف سے تاجر بن کر شام تشریف لے گئے یہ وہی حضرت خدیجہ ہیں جو بعد میں آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس سفر میں انکا غلام میسرۃ نامی حضور کے ساتھ تھا اس مرتبہ بھی نسطور نامی ایک راہب نے حضور کے متعلق پیش گوئی کی۔ آپ تجارت کا کام ختم کر کے پھر مکہ واپس تشریف لائے۔

آپکا نکاح

اس سفر کی واپسی کے دو ماہ بعد آپ نے خدیجہ بنت خویلد سے (جنکی عمر چالیس سال کی تھی) نکاح کیا۔

قریش نے آپکو کیونکر حکم بنایا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال کی ہوئی تو قریش نے آپ کو اپنا حکم بنایا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ خانہ کعبہ کے منہدم ہو جانیکے بعد قریش اسکو تعمیر کر رہے تھے جب وہ بن کر تیار ہوا تو لوگوں نے حجر اسود کی بابت جھگڑا کیا ایک کہتا کہ میں اسکو اٹھا کر اسکی جگہ پر پہنچاؤنگا دوسرا کہتا کہ میں آخر کار باتفاق آراء یہ طے ہوا کہ جو شخص کل سب سے پہلے حرم میں آوے وہی مستحق ہے اتفاقاً جو شخص سب کے پہلے پہونچا وہ آنحضرت تھے آپ نے اس مبارک پتھر کو ایک چادر میں رکھا اور چار شخصوں کو انتخاب فرما کر چادر کا ایک ایک سرا انکے ہاتھ میں دیا اس طرح وہ پتھر اپنی جگہ پر پہونچا یا گیا اور یہ مشکل نہایت خوبی

سے حل ہو گئی

حضور کے گذشتہ مختصر اطوار و اخلاق

حضور اپنی ابتدائی زندگی کے بعد والے زمانہ میں جسکا شمار آپ کی تاریخی حیرت انگیز زندگی میں ہے۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کرتے رہے لیکن باوجود اسکے آپ نے خصائل حمیدہ و اخلاق حسنہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا صدق۔ وفا۔ امانت وغیرہ اوصاف آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرے گئے تھے ان اطوار نفسیہ کو آپ نے کسی کتاب یا معلم سے سیکھا نہ تھا کیونکہ آپ تو امی تھے بلکہ یہ باتین منجانب خدا آپ میں فطرتاً موجود تھیں۔

مشق کے لئے سوالات

۱۔ عرب کے اقسام بتاؤ؟۔
۲۔ محمدؐ کس قسم سے تھے؟
۳۔ آپکا ننہیالی و ددھیالی نسب بیان کرو؟
۴۔ آپ حضرت عیسی کے کتنے زمانہ بعد دنیا میں تشریف لائے؟
۵۔ آپ نے کہاں اور کس طرح تربیت پائی؟
۶۔ آپ نے سفر کیونکر کیا؟
۷۔ آپ نے کس سے نکاح کیا؟۔
۸۔ آپ نے حجر اسود کو کیوں کر رکھا؟
۹۔ آپکی ان ایام کی مختصر سیرۃ بتاؤ؟

گذشتہ سبق کا خلاصہ۔

عرب کی تین قسمیں ہیں۔ بائدہ۔ عاربہ۔ مستعربہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستعربہ سے تھے؛

آپکے جد اعلیٰ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام تھے ۔ آپکے والد ماجد عبداللہ بن عبد المطلب اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب تھیں آپکا ننہیالی اور ددھیالی سلسلہ نسب کلاب پر پہونچکر ملجاتا ہے ، آپ بارہ ربیع الاوّل عام فیل میں تولد ہوئے حضور اور حضرت عیسیٰ کا درمیانی زمانہ ۵۷۱ سال ہے اس حساب سے آپ حضرت آدم علیہ السلام کے ۶۱۵۵ سال بعد دنیا میں تشریف لائے ، آپنے مکہ میں بحالت یتیمی تربیت پائی آپکی تعلیم کا کچھ خیال نہیں کیا گیا ۔

چھٹے سال آپ کی ماں آپ کو مدینہ لے گئیں وہاں سے لوٹنے کے بعد اپنے چچا کے ساتھ شام تشریف لے گئے پھر دوسری بار حضرت خدیجہ کے امین وتاجر بنکر شام تشریف لے گئے واپسی میں حضرت خدیجہ کے ساتھ نکاح فرمایا قریش نے حجر اسود کو خانہ کعبہ میں رکھنے کے لئے آپکو حَکَم بنایا تھا ۔ آپ باعتبار اخلاق بہت ممتاز تھے

چوتھا سبق

حضور کی بعثت

عرب کی حالت قبل بعثت کے

قبل بعثت تمام اہل عرب جاہل وبت پرست ہی نہ تھے بلکہ ان میں چند ایسے عقلمند لوگ بھی تھے جو بت پرستی کے قریب بھی نہ جاتے تھے اور جہالت کے کاموں کو سخت نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے ۔

مثلاً

قیس ابن ساعدۃ الایادی جو عرب کا مشہور حکیم شاعر تھا اور قبل بعثت نوت ہوگیا

ابو سعید بن زید حضرت عمر کے چچا حضور سے قبل بعثت ملاقات کی تھی۔ دمشق میں انتقال ہوا۔

ورقہ بن نوفل ۔حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی وہی جنہوں نے حضرت کو بعثت کے بعد اطمینان دلایا تھا۔ اور کامیابی کی خوشخبری دی تھی۔ ہاں بہت سے جہلائ ایسے بھی تھے جو بت پرستی کو اچھا خیال کرتے تھے جیسے عمر بن لحی وغیرہ اکثر لوگ، ایسے بھی تھے جو کسی دین کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

بعثت سے پہلے آنحضرت کی حالت

آنحضرت فطرتاً تنہائی پسند تھے آپ مخلی بالطبع ہوکر دنیاوی معاملات پر غور فرمایا کرتے تھے اور اکثر دنیاوی کاروبار کو ترک فرماکر غار حرا میں جاکر عبادت کیا کرتے اور سوچتے تھے کہ قوم صراط مستقیم پر کیونکر آسکتی ہے ۔بعثت کے قریب اس کیفیت میں اور بھی ترقی ہوگئی تھی۔

بعثت

قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کسی گروہ کو سمجھانے کے لیے چالیس برس کی عمر کے بعد مبعوث ہوتے ہیں کیونکہ اس عمر میں قوائے طبعیہ معتدل ہوتے ہیں۔ اسیطرح جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی تو آپ سچے خواب دیکھنے لگے، ہوتے ہوتے ایک دفعہ جب کہ آپ غار حرا میں عبادت فرمارہے تھے۔حضرت جبرئیل وحی لیکر نازل ہوئے۔

قوم کو دعوت دینا

آپ کو بذریعہ وحی حکم دیا گیا کہ آپ عام لوگونکو، بالخصوص اپنی قوم کو سچے دین کیطرف بلادیں تاکہ انکو دین ودنیا کی بہبودی حاصل ہو پہلے آپ خفیہ

طور پر دعوت فرماتے رہے پھر عام طور پر علانیہ دین برحق کی اشاعت فرمانے لگے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والے لوگ

مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ ایمان لائے اسیطرح عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں علی بن ابی طالب نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا پھر رفتہ رفتہ اسلام بہت پھیل گیا۔

اثناء دعوت میں آپکو کن مصائب کا سامنا پڑا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی اشاعت میں بہت مصائب اُٹھانے پڑے لوگ آپ کو پتھروں سے مارتے اور دق کرتے تھے مگر حضور وحی الٰہی کی تبلیغ میں ہمیشہ ثابت قدم اور مصائب پر صبر فرماتے رہے۔

یہانتک کہ لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا مگر پھر بھی آپ اسکی پرواہ نہ کرکے دین مبین کی اشاعت نہایت سرگرمی سے فرماتے رہے۔

پہلی ہجرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صبر و سکون سے ۵ سال تک کار متعلقہ کو انجام دیتے رہے مگر جب دوسرے مسلمانوں پر بھی ظلم و ستم ہونے لگے اور قریش کا دست تعدی بہت بڑھ گیا۔ تو آپ نے اپنے متبعین کو مکہ چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں جعفر بن ابی طالب کی سرداری میں ملک حبشہ کی طرف چلے گئے وہاں کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر کے ہاتھ پر ایمان لایا۔

اسلام کی حقیقت

جب قریش نے دیکھا کہ بہت سے لوگ مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تو انہوں نے

نجاشی والی حبشہ سے بذریعہ عمرو بن العاص و عبداللہ بن ابی امیہ کے درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کو پکڑ کر بھیجدے۔

مگر اس نے کہا کہ قبل اسکے کہ میں انکے خیالات معلوم کرلوں کوئی جواب نہیں دے سکتا

جب نجاشی نے ان لوگوں سے اسلام کی حقیقت پوچھی تو

جعفرؓ نے جواب دیا

اے بادشاہ - ہم لوگ بڑے جاہل تھے بتوں کی پرستش کو باعث فلاح جانتے تھے مردار جانور بھی کھاتے تھے بری باتوں سے پرہیز نہ تھا - رحم کی بو نہ تھی ہمسایوں اور کمزوروں کا ستانا ہمارا کام تھا۔

اسی اثنار میں خدا نے ہم میں ایک نبی پیدا کر دیا ہم اسکے حسب و نسب سے بھی واقف ہیں - یہ بھی ہمکو معلوم ہے کہ وہ پہلے ہی سے بڑا سچا بڑا امانت دار و رحیم تھا - اس نے ہمکو توحید کا سبق پڑھایا - شرک سے منع کیا - ہمکو سچائی رحم - نیکی کی رغبت دلائی - حرام کاموں اور خون سے ہمکو روکا - جھوٹ اور مال یتیم کے کھانے کی برائیوں سے آگاہ کیا - ہمکو نماز - روزہ - حج - زکوۃ کی تعلیم فرمائی - اس لئے ہم اوپر ایمان لائے اور تصدیق کی" یہ سنکر نجاشی بھی مسلمان ہوگیا" اور ان لوگوں کے واپس کردینے سے قطعاً انکار کر دیا۔

دوسری ہجرت اور حضرت کا محصور ہونا

حبشہ کے مہاجرین کی واپسی کے بعد آپ کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عمر جو بڑے مشہور بہادر تھے ایمان لائے اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف ۵۱ تھی جن میں سے ۴۰ تو مرد تھے بقیہ عورتیں۔

حضرت عمر سے بے شبہ مسلمانوں کو بڑی تقویت ہوگئی اور دن بدن زیادہ ہونے لگے۔

اب تو قریش بہت ڈرے اور اسلام کی طرف سے انکو بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی
چنانچہ اسی لئے وہ حضور کے قتل کے در پے ہو گئے اسی خیال سے آپ کو دنیز
تمام قبیلہ بنی ہاشم کو مکہ کی ایک گھاٹی میں محصور کر کے رسد کا "سامان" بند کر دیا
تاکہ وہ لوگ رسول اللہ کو انکے سپرد کر دیں اسکے متعلق انھوں نے ایک معاہدہ بھی
لکھکر خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا یہ واقعہ بعثت کے ساتویں سال کا ہے۔

یہ دیکھکر آپنے اپنے اصحاب کو حبشہ چلے جانیکا حکم دیدیا دوسری بار چنانچہ
۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں ہجرت کر کے چلی گئیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری
بھی مع اپنی قوم کے یمن سے آکر ان مہاجرین میں مل گئے تھے۔

معاہدے کا شکست ہونا اور حضرت کا گھاٹی سے رہائی پانا

آپ تین سال تک اُس گھاٹی میں محصور رہے خفیہ طور پر کبھی کبھی آپ کے
پاس کھانے پینے کا سامان پہونچتا رہا۔ ایسی تکلیف تھی کہ لوگوں نے درختوں کے
پتے چبائے دسویں سال چند قریش کے آدمیوں نے عہد نامہ کے خلاف کام کیا
کچھ دیمکوں نے بھی اس پرچہ کو کھالیا جب معاہدہ بالکل شکست ہوا تو آپ اپنے
کنبہ سمیت باہر آئے ؎

ہجرت طائف

آپکے چچا ابوطالب اگرچہ شرم کے سبب ایماں نہ لاتے تھے مگر تاہم قریش کے
مقابلہ میں وہ آپ کے حامی و مددگار تھے جب سنہ نبوی میں انھوں نے بھی
انتقال کیا تو قریش نے بیحد سختی شروع کر دی۔ یہ دیکھکر آپ ہجرت فرماکر طائف
تشریف لے گئے وہاں ایک ماہ تک قبیلہ بنی ثقیف کو اپنی مدد کے لیے آمادہ
فرماتے رہے۔ مگر اُن لوگوں نے بجائے مدد سخت تکلیف پہونچائی اس لئے
آپ پھر مکہ واپس آئے اور مطعم بن عدی کے جوار میں پناہ گزین ہوئے۔

آنحضرت کے بڑے بڑے دشمن

جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں بہت مشہور تھے وہ لوگ یہ ہیں ابولہب۔ عبدالعزی بن عبدالمطلب۔ ابوجہل عمر بن ہشام اور اسکے بھائی عاصی ولید بن عتبہ۔ ابوالبختری بن ہشام ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ

مشق کے لیے سوالات

۱۔ قبل بعثت عرب کی کیا حالت تھی؟۔
۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایام زندگی کیونکر گذارتے تھے؟۔
۳۔ حضور کی بعثت کب ہوئی؟
۴۔ آنحضرت کو قومی دعوت کا کیونکر حکم ہوا اور حضور کو اسکے انجام دینے میں کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا؟۔
۵۔ سب سے پہلے کون ایمان لائے؟
۶۔ پہلی ہجرۃ کیونکر وقوع میں آئی؟
۷۔ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے؟
۸۔ ہجرت ثانیہ کب واقع ہوئی؟
۹۔ حضور کتنے دنوں محصور رہے؟۔
۱۰۔ ہجرت طائف کا سبب کیا تھا اور وہ کس زمانہ میں واقع ہوئی؟۔

گذشتہ سبق کا خلاصہ

قبل بعثت بعض عرب تو بت پرست تھے کچھ اسکو برا جانتے تھے چند ایسے بھی تھے جو کسی دین کی اتباع نہ کرتے تھے قبل بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند تھے اور اکثر غار حرا میں جاکر عبادت فرمایا کرتے تھے چالیس برس کے سن میں

آپ کو نبوت ملی - جب آپ نے قوم کو دین مبین کی دعوت دی - تو بہت کم لوگ ایمان لائے آپ نے اس کام کی انجام دہی میں سخت مصائب برداشت فرمائے - قریش نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اور آپ کو مع اہل و عیال کے محصور کر دیا آپ کے اصحاب دو مرتبہ حبشہ چلے گئے جب قریش نے بہت ستم کیا تو آپ بھی ہجرت فرما کر طائف چلے گئے -

پانچواں سبق

اشاعت اسلام

آنحضرت کا قبائل کے پاس جانا

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہمیشہ قریش کو دعوت اسلامی دیتے اور دین مبین کی طرف بلاتے رہے مگر قریش صراط مستقیم پر آنے سے انکار ہی کرتے رہے آخر الامر بعثت کے گیارھویں سال آپ نے دیگر قبائل کو دعوت ایمانی دینا شروع فرمایا - ان میں سے بعض نے تو اسلام قبول کیا اور بعض اس دولت سے محروم رہے -

مدینہ میں اشاعت اسلام

مدینہ میں اشاعت اسلام کے بانی وہ چھ مدنی اشخاص تھے جو حضور پر ایمان لائے تھے سنہ ۱۲ نبوی میں ۱۲ - اشخاص اہل مدینہ میں سے اور ایمان لائے ان لوگوں نے اتنے زور و شور سے اشاعت کی کہ مدینہ میں گھر گھر رسول کریم کا چرچا ہو گیا -

سنہ ۱۳ نبوی میں مدینہ کے ۷۰ مرد اور ۲ عورتوں نے اور اسلام قبول کیا اسکے بعد اسلام دن بدن ترقی کرنے لگا -

ہجرت مدینہ

جب مدینہ میں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور اہل مکہ کے مظالم حد سے زیادہ گذر گئے تو آپ نے اپنے متبعین کو ہجرت کرنیکا حکم فرمایا چنانچہ لوگ خفیہ ہجرت کرنے لگے۔

جب قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے آپ کے شہید کر ڈالنے کا مشورہ کیا یہ سنکر آپ حضرت ابوبکر کو ساتھ لیکر خفیہ مکہ سے نکل گئے۔

اور غار ثور میں پوشیدہ ہو رہے

قریش نے پیچھا کیا مگر ناکام رہے۔

تین روز کے بعد آپ اس غار سے نکلکر عبد بن اریقط اللیثی کی رہبری میں قبا تشریف لے گئے۔

اسلام میں پہلا خطبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز قبا میں قیام فرماکر وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی،

وادی بنی سالم میں حضور نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور وعظ فرمایا اسکے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے جہاں آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔

یہود کی جماعت بندی

مدینہ میں اسلام کے پھیلنے سے یہود کے سینوں میں حسد پیدا ہوا اور انہوں نے مدینہ کے منافقین کو برانگیختہ کرکے مسلمانوں کے خلاف جماعت بندی شروع کردی اور انکا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا،

آخر کار طرفین سے اس پر صلح ہوگئی کہ نہ مسلمان یہود کو ستائیں نہ یہود

مسلمان کو ایذا پہونچائیں"۔

فریضۂ جہاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال تک قریش کو اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ لیکن اسکے بعد آپ حمایت اسلام کے خاطر تلوار اٹھانے کے لئے مجبور ہوئے (جیسا کہ اس زمانہ میں یورپ مشنریونکی امداد جنگی طاقتوں سے کرتا ہے) اسی خیال سے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ حمایت دین مبین کے لئے تلوار اٹھائی جائے تاکہ ظالمیں مجبور ہو جائیں۔

اسلام کا پہلا لشکر

اسلام کا سب سے پہلا لشکر وہ ہے جسکو آپ نے پہلی صدی ہجری میں حضرت حمزہ کی سرداری میں قریش کے ایک قافلے (جو کہ شام سے مال و متاع لیکر ابوجہل کی سرداری میں آرہا تھا) کے مقابلہ میں بھیجا۔ اس قافلہ میں ۳۰۰ آدمی تھے مگر مسلمانونکا دستہ ۳۰ آدمیوں سے زائد نہ تھا اور اس خیال سے بھیجا گیا تھا کہ انکی قوت کو ضعیف کردے (کیونکہ قریش جہاں ذرا مالدار و خوشحال ہو جاتے تھے انکو سوائے جھگڑے فساد کے کوئی شغل ہی نہ ملتا تھا) مگر مجدی ابن عمر جہنی نے بیچ میں پڑکر صلح کرا دی اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئی۔ اسکے بعد پے درپے ۲۵ دستے قریش کے مقابلہ کے لئے روانہ کئے گئے۔

اسلام کی پہلی لڑائی

ہجرت کے پہلے سال سریۂ عبیدہ بن حارث اور قریش میں تیروں سے لڑائی ہوئی مگر قریش خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔

آنحضرت کی سرداری میں پہلا لشکر

سنہ ۲ھ میں آنحضرت صلعم بذات خود نے ۶۰ جوان مرد سپاہیوں کو لیکر غزوہ ودان اور بن ضمرہ کے ہلاک و پامال کرنے کے لیے روانہ ہوئے کیونکہ انھوں نے معاہدہ شکست کیا تھا مگر پھر بھی طرفین میں صلح ہو گئی اسکے بعد متواتر ۲۷ لڑائیاں ہوئیں جن میں سے غزوہ احد اور جنگ حنین اوّل کے علاوہ ہمیشہ مسلمان ہی کامیاب ہوتے رہے۔

سریہ اور غزوہ کا فرق

سریہ وہ لڑائی ہے جس میں رسول کریم نے شرکت نہ فرمائی ہو اور غزوہ وہ جنگ ہے جسمیں رسول کریم بذات خود شریک ہوئے۔

ترتیب غزوات

اسلام میں ۲۷ غزوات ہوئے جو ترتیب وار ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ غزوہ ودان (اسے غزوہ ابوا بھی کہتے ہیں) ۲۔ غزوہ بواط ۳۔ غزوہ عشیرہ

۴۔ غزوہ بدر اولیٰ جو کرز بن جابر کے تعاقب میں ہوا۔

۵۔ غزوہ بدر کبریٰ جسمیں قریش قتل کیے گئے تھے۔

۶۔ غزوہ بن سلیم ۷۔ غزوہ سویق ۸ غزوہ غطفان۔

۹۔ غزوہ بحران (حجاز میں) ۱۰۔ غزوہ احد ۱۱۔ غزوہ حمراء الاسد۔

۱۲۔ غزوہ بنی نضیر ۱۳ غزوہ ذات الرقاع ۱۴۔ غزوہ بدر ثانی ۱۵ غزوہ دومتہ الجندل۔

۱۶۔ غزوہ خندق ۱۷ غزوہ بنی قریظہ ۱۸ غزوہ بنی لحیان ۱۹۔ غزوہ ذی قرد

۲۰ غزوہ بنی مصطلق؛

۲۱۔ غزوہ حدیبیہ ۲۲۔ غزوہ خیبر ۲۳۔ غزوہ عمرۃ القضا ۲۴۔ غزوہ فتح مکہ ۲۵ غزوہ حنین
۲۶۔ غزوہ طائف ۲۷ غزوہ تبوک۔

وہ غزوات جنمیں جنگ ہوئی

وہ غزوات جنمیں جنگ بھی ہوئی صرف ۹ ہیں۔

۱۔ بدر اولیٰ ۲۔ بدر کبریٰ ۔ ۳ اُحد ۴۔ خندق ۵۔ قریظہ ۔
۶۔ مصطلق ۷۔ خیبر ۸۔ حنین ۹ طائف ۔

مشق کے لئے سوالات

۱۔ آنحضرت اطراف عرب میں کیونکر تشریف لے گئے ؟
۲۔ مدینہ میں اسلام کیونکر پھیلا اور حضور وہاں کب تشریف لے گئے ؟
۳۔ یہود نے رسول کریم کے خلاف جماعت بندی کس غرض سے کی تھی ؟
۴۔ جہاد کیوں فرض ہوا ۔ اسلام کا پہلا لشکر کون تھا ؟
۵۔ سریوں کے تعداد بتاؤ ؟
۶۔ اسلام کی پہلی لڑائی کون تھی ۔ وہ کون پہلا لشکر ہے جسکی سرداری رسول نے فرمائی ؟ ۷۔ غزوات کی تعداد بتاؤ ؟
۸۔ غزوہ اور سریۃ کا فرق بتاؤ ؟ ۹۔ کن غزوات میں لڑائی ہوئی ؟

گذشتہ سبق کا خلاصہ

جب آپ نے اطراف مکہ میں دعوت اسلامی شروع فرمائی تو بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا ۔

مومنین میں سے بعض مدینہ کے رہنے والے تھے مدینہ میں اسلام کی بنیاد انہی لوگوں نے ڈالی قریش کے مظالم سے پریشان ہوکر آپ ہجرت فرما کر

مدینہ تشریف لے گئے۔

اسکے بعد آپ کو حمایت دین کے لئے تلوار اُٹھانی پڑی چنانچہ بہت سے غزوات و سرایا ظہور میں آئے سریتوں کی تعداد ۳۵ اور غزوات کی ۲۷۔ ہے جن میں سے صرف ۹ غزوات میں لڑائی ہوئی اسلام کا پہلا لشکر سریہ حمزہ ہے اور پہلی لڑائی سریہ عبیدہ بن حارث ہے سب سے پہلے غزوہ ودّان کی سرداری آپنے فرمائی۔

چھٹا سبق

عظیم الشان غزوات

غزوہ بدر کبریٰ

مکہ و مدینہ کے درمیان میں "بدر" ایک گانوں ہے۔اسی کے قریب یہ مشہور لڑائی مسلمان اور کفار میں ہوئی دراصل یہ لڑائی انسانوں کی لڑائی نہ تھی بلکہ حق اور باطل کا مقابلہ تھا ورنہ کہاں قریش کا ہزار جانباز ونکا لشکر اور کہاں ۳۱۳ مسلمانونکی قلیل تعداد یہ خدائی کرشمے ہیں کہ ایک مختصر مگر بہادر وحق پرست دستہ نے کفار کے عظیم الشان باقاعدہ لشکر کا شیرازہ بکھیر دیا انکے ستتر مشہور سرداروں کو واصل جہنم کر کے اتنی ہی آدمیونکو قید کیا اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۲۔ آدمی شہید ہوئے۔

قیدیونکی طرف سے فدیہ میں تعلیم

یہ عظیم الشان و قابل فخر کارنامہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ جسکی مثال اہل یورپ باوجود ادعاء مدنیت و تہذیب کے ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔

غزوہ بدر کبریٰ کے مالدار قیدیوں نے تو مالی فدیہ دیکر جان بچائی مگر غربا کو رسول کریم علیہ التسلیم نے اس شرط پر رہا فرمایا کہ انمیں سے ہر ایک مدینہ کے ۱۰ لڑکوں کو پڑھنا لکھنا سکھاوے۔ کیا یہ آنحضرت کے خلوص کی ایک زندہ مثال نہیں ہے؟ کیا تہذیب یورپین کو نصیب ہے؟ اگر یہ اسلامی تمدن و تہذیب کا آئینہ نہیں تو کیا ہے؟

غزوہ غطفان

یہ جنگ اگرچہ بڑی لڑائیوں میں سے نہیں مگر اس کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے قبیلہ بنی ثعلبہ و محارب کے ۴۵۰ آدمی دعثور بن حارث محاربی کے ماتحتی میں مدینہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکے روکنے کو بڑھے مگر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ سب سے بڑا اور حیرت ناک واقعہ جو اس غزوہ میں ہوا یہ ہے کہ آنحضرت اپنے تر کپڑوں کو خشک ہونیکے لیے اتار کر ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے اتنے میں دعثور آیا اور مکاری سے آپ کو قتل کرنا چاہا اور تلوار کھینچ کر آپ سے پوچھا کہ اے محمدؐ اب آپ کو مجھسے کون بچاویگا حضور نے فرمایا اللہ اتنا کہنا تھا کہ دعثور مارے ہیبت کے کانپ اٹھا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

اب آنحضرت نے تلوار اٹھا کر پوچھا کہ تمھیں کون بچاویگا اس نے عرض کیا کہ کوئی نہیں آپ نے اسے معاف فرمادیا، دعثور اسلام لایا اور اپنی قوم کو بھی اس نے دعوت دی یہ تھا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق۔

غزوہ احد

اس جنگ میں پہلے تو مسلمانوں کی جیت رہی۔ مگر ایک جنگی غلطی کی وجہ سے شکست کھاگئے۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے

کہ قریش جنگ بدر کی شکست کا انتقام لینے کے لیے ۳۔ہزار جانبازوں کی جرار فوج لیکر نکلے" ادھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہزار جوانمردوں کو لیکر مقابلہ کے لیے بڑھے۔ عین موقعہ پر مسلمانوں کے تین سو سپاہیوں نے اجو در اصل منافق تھے بیوفائی کی اور عبد اللہ بن اُبی کی ہمراہی میں لڑائی سے انکار کر دیا ہے"

اب صرف ۷۰۰ مگر حق پرست جانباز باقی رہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰ تیر اندازوں کو ایک خاص مقام کی حفاظت کی خدمت سپرد فرمائی اور حکم دیا کہ چاہے ہمکو فتح ہو یا شکست مگر تملوگ اپنی جگہ سے نہ ٹلنا۔ تاکہ دشمن اس طرف حملہ نہ کرنے پاویں گے۔

جب دونوں گروہ کا مقابلہ ہوا تو مسلمانوں نے فتح پائی"

یہ دیکھکر تیر اندازوں نے اس گھاٹی کو جسکی حفاظت کے لئے متعین تھے چھوڑ دیا۔ ان کے سردار حضرت عبد اللہ بن جبیر نے بہتیر اسمجھایا مگر کسی نے نہ سنا اور ان کو تنہا چھوڑا۔ کفار کو اگرچہ شکست ہو چکی تھی مگر انھوں نے جو دیکھا کہ راستہ صاف ہو گیا ہے تو لوٹ کر اسی جانب سے حملہ کر دیا۔ اب کیا تھا مسلمانوں کی شکست ہوئی اور ۷۰ آدمی شہید ہو گئے جن میں آپ کے چچا حضرت حمزہ بھی تھے" بڑا غضب تو یہ ہوا کہ اس کشمکش میں حضور سخت زخمی ہو گئے اور آپکے چار اگلے دانت شہید ہو گئے"۔ اس غزوہ میں قریش کے صرف ۲۲ سپاہی قتل ہوئے۔

جنگ خندق یا احزاب

یہی وہ عظیم الشان جنگ ہے جسمیں قریش یہود کو برانگیختہ کر کے ۱۰ ہزار کی ایک جرار فوج لیکر مسلمانوں کے تباہ کرنے کے لیے سیلاب عظیم کی طرح مدینہ پر چڑھ آئے

ان سب کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اس دفعہ مسلمان بہت گھبرائے اور حضرت سلمان کی رائے کے موافق مدینہ کے گرد ایک خندق کھودلی تاکہ دشمنوں سے محفوظ رہیں،، ۱۵ روز تک یہ دشمنان دین محاصرہ کئے پڑے رہے،، لیکن خدا نے اپنے نبی کی اعانت فرمائی اور ایسی سخت ہوا چلی کہ کفار کی گھٹا منتشر ہوگئی یہ غزوہ ۵ھ میں واقع ہوا اس جنگ کے بعد بنی قریظہ سے لڑائی ہوئی اور سعد بن معاذ کے حکم سے ان کے ۶۰ نفر سپاہی قتل کرکے مدینہ کی ایک خندق میں ڈال دیے گئے۔

غزوہ خیبر

چونکہ جنگ خیبر میں یہود خلاف عہد مسلمانوں کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے تھے اس لئے ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰۰ سپاہیوں کو لیکر اُن پر حملہ کیا اور چھ دن تک شہر خیبر کا جو کہ یہود کا مرکز تھا۔ محاصرہ کئے رہے ساتویں روز حضرت علی کے ہاتھوں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

واقعہ موتہ

اگرچہ یہ واقعہ جو کہ ۸ھ میں پیش آیا کوئی غزوہ نہیں بلکہ سریہ ہے مگر اُن نصائح کے سبب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو تعلیم فرمائیں سلسلہ غزوات میں ذکر کیا جاتا ہے،، بے شبہ وہ نصائح اس قابل ہیں کہ موجودہ زمانہ کے جنگی لوگ انسے سبق حاصل کریں۔

چونکہ حاکم بصریٰ نے رسول علیہ السلام کے قاصد کو قتل کر دیا تھا،، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارث کی ماتحتی میں تین ہزار سپاہیوں کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا،، بوقت روانگی آپ نے ارشاد فرمایا۔ تمکو گونکو بہت سے ایسے لوگ بھی ملیں گے جو گرجوں میں گوشہ نشیں ہونگے خبردار انھیں نہ چھیڑنا۔ عورتوں۔ بچوں اور بڈھوں کو قتل نہ کرنا نہ درخت کاٹنا

جب یہ پرجوش اسلامی لشکر موتہ میں جو ملک شام کے ایک ضلع میں واقع ہے۔ پہونچا تو دیکھا کہ روم کے دو لاکھ جنگجو سپاہی مقابلہ کے لیے تیار ہیں، اب کیا تھا طرفین سے حملہ ہوا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی، اسی کشمکش میں حضرت زید سردار لشکر شہید ہو گئے اسکے بعد علم حضرت جعفر کو دیا گیا۔ آپکا داہنا بازو شہید کر ڈالا گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا جب وہ بھی شہید ہوا تو آپ نے اس مقدس اسلامی جھنڈے کو بغل میں لے لیا (اللہ اکبر یہ اسلامی وقار تھا صحابہ کے قلوب میں۔ بیکار ہو گئے مگر متبرک علم نہ چھٹا) آپ کی شہادت کے بعد علم عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں دیا گیا انھوں نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر حضرت خالد بن ولید کو ملا وہ اپنی جنگی معلومات سے لشکر کو بچا لائے۔

مشق کے لئے سوالات

۱۔ حادثہ بدر کب واقع ہوا سپاہیوں کی تعداد بتاؤ۔

۲۔ کیا تم تمدن اسلامی کی کوئی زندہ مثال دے سکتے ہو؟

۳۔ غزوہ غطفان کی کیفیت بتاؤ؟ ۴۔ غزوہ احد میں کیا جنگی غلطی ہوئی تھی؟

۵۔ جنگ احزاب میں کس کی رائے سے خندق کھودی گئی۔ اور مسلمان کب تک محصور رہے؟

۶۔ غزوہ خیبر کس زمانہ میں واقع ہوا؟

۷۔ واقعہ موتہ کے لشکر کو رسول کریم علیہ السلام نے کیا نصیحتیں فرمائی تھیں۔

گذشتہ سبق کا خلاصہ

غزوہ بدر کبریٰ کا شمار عظیم الشان غزوات میں ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔

اسلامی تہذیب کی ایک زندہ تصویر یہ ہے کہ غریب قیدیوں کو تعلیم کے

وعدہ پر رہا کیا گیا غزوہ غطفان میں درخت کے نیچے باوجود قدرت دشمن کو قتل نہ کرنا حضور کا ہی کام تھا اور آپ ہی کا خلق عظیم تھا غزوہ احد بھی ایک بڑا غزوہ ہے اسمیں اولاً مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر اخیر میں ایک جنگی غلطی کے سبب شکست کھا گئے۔ غزوہ خندق بھی ایک مہتم بالشان غزوہ ہے اسمیں مسلمانوں نے اپنی حفاظت بذریعہ خندق کی اسکے علاوہ قدرتی آندھی نے دشمنوں کے حواس باختہ کردئے غزوہ خیبر بھی بڑا مشہور غزوہ ہے۔

لشکر موتہ کے متعلق حضور کا یہ فرمان کہ گرجوں میں گوشہ نشینوں سے متعارض نہ ہونا۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ درختوں کا نقصان نہ کرنا۔ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

ساتواں سبق

فتح مکہ اور بقیہ عظیم الشان غزوات

صلح حدیبیہ کا ذکر

سنہ ۶ھ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو آدمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ جانے لگے۔ ان حاجیوں کے پاس بجز ایک ایک تلوار کے جسکا رکھنا اُس خطرناک زمانہ میں ایسا ہی ضروری سمجھا تھا جیسا کہ اسوقت سفر میں چھڑی رکھنا، کوئی آلہ حرب نہ تھا جب یہ قافلہ حدیبیہ پر جو مکہ کے راستہ میں ایک کنواں ہے، پہونچا تو قریش اسکی مزاحمت کے لئے آمادہ ہوئے اور روکنا چاہا مگر جنگ نہیں ہونے پائی کہ فریقین میں صلح ہو گئی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہی صلح فتح مکہ کا سبب بھی ثابت ہوئی۔

سلاطین کے نام خطوط

صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" کندہ تھا، اسکے بعد آپ نے مختلف بادشاہوں کے پاس دعوت اسلامی کے خطوط روانہ فرمائیے۔ جن بادشاہوں کے پاس خطوط بھیجے گئے ان کے نام یہ ہیں ۱۔ قیصر شاہ روم ۲۔ شاہ دمشق ۳۔ شاہ بصرہ ۴۔ شاہ مصر ۵۔ کسریٰ شاہ فارس ۶۔ نجاشی شاہ حبشہ ۷۔ منذر حاکم بحرین ۸۔ جعفر و عبد شاہان عمان ۹۔ ہوذہ ابن علی شاہ یمامہ۔

ان میں سے سوائے شاہ بحرین و شاہان عمان کے کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔

فتح مکہ

شہ میں قریش نے صلح حدیبیہ کے خلاف شرط اپنے معاہد بنی بکر کی امداد رسول اللہ کے معاہد و حلیف بنی خزاعہ کے مقابلہ میں کی، اس عہد شکنی کے سبب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ہزار مجاہدین کو لیکر مکہ پر چڑھائی کی۔ لشکر سے علیحدہ خالد بن ولید کو اس غرض سے روانہ فرمایا کہ وہ مکہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوں مگر قتال اسی شخص سے کریں جو انسے لڑے۔ انہوں مختلف قبائل کے ۲۷ آدمیوں کو قتل کر کے ان کو شکست دی۔

ادھر نبی صلعم مکہ کے نشیبی جانب سے امن کا پیام دیتے ہوئے بڑھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھر میں صرف ۱۱ مردوں اور ۴ عورتوں کا خون انکی بد اعمالیوں کی سبب مباح فرمایا تھا۔ یہ لوگ خبر پاتے ہی ادھر ادھر بھاگ گئے مگر رفتہ رفتہ مدینہ میں آکر مسلمان ہو گئے۔

بت شکنی

خانہ کعبہ جسمیں ۳۶۰ بتوں کی پرستش ہو رہی تھی فتح مکہ کے بعد حضور نے

سب کو توڑوا دیا اور مختلف قبائل کے بتوں کو توڑنے کے لئے فوجی دستوں کو روانہ کیا
چنانچہ قریش کے سب سے بڑے بت عزیٰ کو خالد بن ولید نے توڑا اسی طرح قبیلہ ہذیل کے
مشہور بت سواع کو جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا حضرت عمرو بن العاص نے اور
قبیلہ کلب کے مشہور بت مناۃ کو سعد بن زید نے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

نزول رحمت کا دن

فتح مکہ کا ایک قابل تذکرہ واقعہ یہ ہے کہ فتح کے پہلے قریش کا نامی سردار ابو سفیان
جو مسلمانوں کا بیکاد شمن تھا جاسوس بن کر لشکر اسلامی میں آیا۔ محافظیں نے قید کر لیا۔
مگر حضور کا رحم و کرم دیکھو کہ باوجود اسکی سخت عداوتوں کے آپ نے نہایت شفقت سے
اسکو معاف فرما دیا کیا یہ شان پیغمبری نہیں تھی جس نے ابو سفیان جیسے سخت دل کو
بھی اپنے مقناطیسی اثر سے اسلام میں کھینچ لیا + جب مسلمانوں کا ہیبت ناک لشکر
مکہ میں داخل ہونے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ
ابو سفیان کو روک لو تاکہ وہ افواج خداوندی کا جلال دیکھیں۔ جب تک مختلف
قبائل کی فوجیں علم جہاد بلند کئے ہوئے شان و شوکت سے گذرتی رہیں ابو سفیان
خاموش اس پر جلال منظر کی سیر کرتا رہا جب انصار کی نوبت آئی اور انکے سردار سعد
بن عبادہ علم ساتھ میں لئے ہوئے گذرنے لگے تو نہایت جوش میں ابو سفیان سے کہا
آج گھمسان کا دن ہے آج کعبہ حلال ہو جائیگا ابو سفیان نے جواب دیا بے شک آج
صداقت کا دن ہے۔

جب رسول کریم علیہ السلام گذرنے لگے تو ابو سفیان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دے دیا، فرمایا نہیں ابو سفیان نے سعد کا قول نقل کیا
ارشاد ہوا کہ آج رحمت کا دن ہے آج کعبہ کی دیواروں کو غلاف پہنایا جائیگا آج قریش کو
عزت ملیگی، اسکے بعد آپ نے سعد سے جھنڈا لیکر انکے لڑکے قیس کو دے دیا اور حکم
دے دیا کہ جو شخص مقابلہ کرے صرف اسی کو قتل کرنا۔

مطمئن رہو

فتح مکہ کے دن حضور کے سامنے ایک آدمی لایا گیا جو دہشت سے کانپ رہا تھا آپ نے فرمایا اطمینان رکھو میں کوئی بادشاہ یا امیر تو ہوں نہیں قریش کی ایک ایسی عورت کا لڑکا ہوں جو عام لوگوں کی طرح گوشت کھاتی تھی۔

میری زندگی اور موت تمھارے ساتھ ہے

(انصار کے ساتھ وفاداری)

جب مکہ فتح ہو گیا تو انصار آپس میں کہنے لگے کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب مکہ ہی میں قیام فرمادیں گے جب آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا گفتگو کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں مگر اصرار کے بعد تبلایا آپ نے فرمایا معاذ اللہ میری موت اور زندگی تمھارے ساتھ ہے اسکے بعد آپ نے عتاب بن اسید کو جنکی عمر ۱۸ سال کی تھی مکہ کا امیر بنایا۔

مشاہیر جو اس فتح میں ایمان لائے

اس فتح میں ابوسفیان اور انکا لڑکا معاویہ و ابو قحافہ حضرت ابوبکر کے والد و ابوسفیان بن حارث وغیرہ جیسے بڑے بڑے لوگ ایمان لائے۔

غزوۂ حنین

شہ میں یہ غزوہ واقع ہوا پہلے تو مسلمانوں نے شکست کھائی مگر اخیر میں فتح کا سہرا مسلمانوں ہی کے سر رہا۔ یہ دوسرا غزوہ ہے جس میں مسلمانوں کو شکست اٹھانی پڑی۔ اسکے وقوع کا سبب یہ ہوا کہ قبیلہ ثقیف و ہوازن نے عرب کو رسول اللہ کے مقابلہ کے لئے برانگیختہ کیا، رسول اللہ فتح مکہ سے واپس بھی نہ ہونے پائے تھے کہ انھوں نے حملہ کر دیا۔

اس جنگ میں رسول کریم کے ساتھ ۱۰۰۰۰ سپاہی مدینہ کے تھے اور ۲۰۰۰ وہ لوگ تھے جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے بقیہ ۸۰ مشرک تھے مسلمان اپنی کثرت کو دیکھکر دشمنوں کی اہانت کرنے لگے مگر ان کی مکاری سے ناواقف تھے۔

جب دونوں گروہونکا مقابلہ ہوا۔ تو انکے پوشیدہ لوگون نے جو مصلحتاً وادی حنین میں چھپ گئے تھے ملکر بے شمار تیرونکا مینھ برسادیا یہ رنگ دیکھکر مسلمانونکی ہمتیں پست ہوگئیں اور چند بڑے صحابہ کے سوائے کوئی مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔ یہ دیکھکر حضرت عباس نے بھاگنے والونکو ڈانٹا اور ثابت قدم رہنے کی ہمت دلائی آخرکار ان لوگوں نے لوٹکر ایک جوشیلا حملہ کردیا جس کے ساتھ ہی دشمن کی کمر ٹوٹ گئی اور سب بھاگ نکلے ستر آدمی قتل ہوئے اور بہت سے قید کیے گئے۔

مسلمانوں کے صرف چار آدمی شہید ہوئے تھے۔

غزوہ طائف

(لشکر اسلام میں پہلی دفعہ منجنیق کا استعمال)

غزوہ حنین کے دن قریش کی ایک جماعت طائف بھاگ گئی آپ نے تعاقب فرمایا اور ۱۳ دن تک محاصرہ کرنے کے بعد بذریعہ منجنیق انکو پتھر سے مارا انھوں نے بھی تیر برساکر اکثر مسلمانونکو زخمی کیا اور ۱۲ کو شہید کرڈالا مجبوراً مسلمان ناکامیاب واپس چلے آئے اور ایک سال بعد وہ لوگ خود آکر مسلمان ہوگئے۔

غزوہ تبوک

(اسلام میں پہلا چندہ جنگ)

یہ غزوہ ۹ سنہ ھ میں واقع ہوا گو اس میں لڑائی نہیں ہوئی مگر چونکہ مسلمانوں نے باوجود قحط و ناداری کے چندہ دیکر اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا ہے اس لئے اسکا ذکر ضروری ہے، جب آپ نے لشکر اسلامی کی امداد کے لیے چندہ طلب کیا تو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۰ ہزار دینار تین سو اونٹ اور ۵۰ قرش حاضر کیے
حضرت عمر رضی نے اپنا نصف مال دیا اور اکثر صحابہ نے اسکی تقلید کی مگر حضرت ابو بکر رض
نے بڑا ایثار فرمایا یعنی اپنا کل مال (جو ۴ ہزار درہم تھا) خدا کی راہ میں دیدیا۔

عورتوں کا چندہ

اس غزوہ کی قابل تذکرہ بات یہ بھی ہے کہ اسمیں صحابہ کرام کی عورتوں نے بھی چندہ
میں اپنے اپنے زیور اُتار دیے۔

لشکر کشی

فراہمی چندہ کے بعد آنحضرت صلعم نے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ تبوک پہونچے مگر وہاں
کوئی مقابلہ کرنے والا نظر نہ آیا۔ یوحنا بن روبہ شاہ ایلہ جربا اذرح مینیا کے باشندوں کو
ساتھ لیکر آیا تھا مگر اس نے بھی جزیہ دینا قبول کرلیا اسلیے آپ نے انکو امان کا فرمان لکھدیا۔

مشق کے لیے سوالات

۱۔ فتح مکہ کا سبب بتاؤ؟ ۲۔ مکہ کب فتح کیا گیا؟ ۳۔ فتح مکہ کے بعد کتنے بت توڑے گئے؟
۴۔ نبی کریم نے کب فرمایا کہ آج رحمت کا دن ہے ۵۔ انصار سے آپ نے کیا وفاداری فرمائی؟
۶۔ آپ نے مکہ کا امیر کس بنایا تھا۔ ۷۔ غزوہ حنین کی کچھ کیفیت بیان کرو؟
۸۔ طائف کا واقعہ بیان کرو۔ ۹۔ غزوہ تبوک کے حالات بتاؤ؟
۱۰۔ اسلام میں سب سے پہلے کب چندہ وصول کیا گیا؟

گذشتہ سبق کا خلاصہ

جب عمرہ کے لئے نبی کریم مکہ جانے لگے تو قریش نے آپ کو منع کیا مگر پھر صلح ہوگئی
اسکے بعد آپ نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط بھیجے جب قریش نے عہد شکنی کی

تو آپ نے ان پر لشکر کشی کی اور مکہ کو فتح کر کے لوگوں کو امن دیا۔ اور بت توڑ ڈالے پھر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم کر کے قبیلہ ثقیف و ہوازن کو شکست دی جو لوگ طائف بھاگ گئے انکا پیچھا کیا گیا مگر اسمیں ناکامیابی ہوئی پھر جب نبی کریم کو معلوم ہوا کہ روم آپ سے لڑنے کو تیار رہے تو آپ نے چندہ طلب فرمایا۔ اسمیں مردوں اور عورتوں نے کافی امداد کی مگر تبوک میں پہونچ کر معلوم ہوا کہ کوئی لڑنے والا نہیں آخر الامر آپ نے موجودہ لوگوں سے جزیہ قبول فرمالیا۔

آٹھواں سبق

حجۃ الوداع اور آنحضرتؐ کی وفات

(حضرت ابوبکرؓ کا حج)

اواخر سنہ ۹ھ میں آنحضرت نے ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا ان کے جانے کے بعد ہی حضرت علیؓ کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو سورہ براءۃ کی وہ آیتیں سنا دیں جن کا مطلب یہ ہے کہ اب اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور جن مشرکین نے عہد شکنی کی ہے انکو چار ماہ کی مہلت دیجاتی ہے پھر کسی ذمہ داری کا لحاظ نہ کیا جائیگا ہاں جن مشرکین سے کوئی عہد کیا گیا ہے انکا عہد اپنی مدت پر ختم ہوگا اس حکم کے سنانے کے بعد پھر کسی مشرک نے حج نہیں کیا۔

آسانی کرو سختی نہ کرو

سال حجۃ الوداع کے قبل آنحضرت صلعم نے چند لوگوں کو اہل یمن کی تعلیم کے لیے بھیجا چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ عدن کے بالائی حصہ میں اور ابو موسیٰ اسکے نشیبی حصہ میں تعلیم کے لئے بھیجے گئے۔ ان حضرات کو حضور نے جو تعلیم فرمائی اس سے ہمکو سیاست

کا سبق حاصل ہوتا ہے وہ تعلیمی جملے یہ ہیں آسانی کرنا۔ سختی سے بچنا۔ خوشخبری دینا۔ نفرت نہ دلانا۔

حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کا وقوع سنہ ۱۰ھ میں ہوا۔ اس دفعہ آپ کے ساتھ مختلف قبائل کے علاوہ ۱۱۴۰۰۰ حاجیوں نے حج کیا تھا آپ نے ہجرت کے بعد اسکے سوا کوئی حج نہیں کیا۔ حاجیوں کی تعداد سے اسلامی اشاعت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے تھوڑے ہی دنوں میں کیسی ترقی حاصل کی۔

حجۃ الوداع کے دونوں خطبے

اس حج میں آپ نے دو خطبہ ارشاد فرمائے پہلا مقام "نمرہ" میں دوسرا "منیٰ" میں۔

پہلا خطبہ

اے مسلمانو! تمھارا خون تمھارا مال تم پر حرام ہے یعنی ایک مسلمان کے لیئے دوسرے مسلمان کا خون و مال حرام ہے جاہلیت کی باتیں مردود ہیں۔ اے مسلمانو! عورتوں کے بارہ میں اللہ سے بچو۔ یعنی اُنپر کوئی زیادتی نہ کرو کیوں کہ تم نے انکو امانتاً لیا ہے۔ اگر تم میرے بعد قرآن و حدیث پر عمل کرو گے تو ہرگز گمراہ نہو گے۔

دوسرا خطبہ

اے مسلمانو! میرے بعد کفر نہ اختیار کرنا۔ مرتد نہ ہو جانا قتل و غارت سے پرہیز کرنا۔ حاضرین ان امور کی اشاعت کریں تاکہ غیر موجود لوگوں کو خبر ہو جائے شاید انھیں کو راہ راست نصیب ہو۔

دین کی تکمیل

اسی حج میں یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" یعنی اے مسلمانو! - آج تمھارا دین مکمل ہو گیا - آج خدا کی نعمتیں تم پر پوری ہو چکیں اب تمھارے لئے اسلام بہت پسندیدہ ہے اور اسی میں میری رضامندی ہے -

عہدے لیاقت پر موقوف ہیں

حجۃ الوداع سے فراغت پانے کے بعد آنحضرت صلعم نے ۱۱ھ میں ایک لشکر اسامۃ بن زید کی ماتحتی میں مقام بنی ضلع بلقاء جہاں اسامۃ کے والد قتل کیے گئے تھے روانہ کیا۔

اس وقت اسامہ کی عمر صرف ۱۷ سال کی تھی"

مگر انکی ماتحتی میں بڑے بڑے مہاجرین و انصار اور شیوخ مثلاً - ابو بکر - ابی عبیدۃ - سعد وغیرہ تھے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدے لیاقت پر موقوف ہیں نہ سن پر -

حضور کی علالت

لشکر اسامہ کی تیاری کے بعد حضور کو درد سر شروع ہوا جب مرض بڑھ گیا تو آپ نے ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ کے مکان میں رہنے کی اجازت چاہی چنانچہ - ہر ایک نے رضامندی ظاہر کی اور آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے - تو آپ نے ٹھنڈا پانی ڈالنے کے لئے فرمایا تاکہ بخار کم ہو -

آنحضرت کا مسجد میں تشریف لیجانا

جب آنحضرت کا مرض اسقدر بڑھ گیا کہ مسجد تک جانا دوبھر ہو گیا تو آپ نے

فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھاویں چنانچہ انھوں نے ۱۷ نمازوں میں امامت کی ۔
ایک دفعہ ابوبکر و عباس انصار کی ایک محفل سے ہو کر گذرے دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں
سبب دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ صحبت رسول کی یاد ان لوگونکو بے چین کر رہی ہے،
حضرت عباس نے اسکی خبر رسول اللہ کو پہونچائی آپ سر میں پٹی باندھ کر حضرت علی
وفضل کے سہارے سے باہر نکلے حضرت عباس آگے تھے جب آپ مسجد میں پہونچے
تو ضعف کی وجہ سے منبر کے پہلے ہی زینہ پر بیٹھ گئے ۔

آنحضرت کا آخر خطبہ

جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے خطبہ فرمایا اور اس میں تسکین کے الفاظ فرمائے

ارشاد فرمایا کہ

اے لوگو! مجکو معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے نبی کی جدائی سے رنجیدہ ہو،
کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ رہا ہے جو تم میری جدائی سے شکستہ خاطر ہو
یاد رکھو کہ میں اپنے پروردگار سے ملنے والا ہوں اور تم لوگ مجھسے ملنے والے ہو، میں
تمکو اور مہاجرین کو آپس میں میل جول اور حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں جو لوگ
خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں انکو سرداری عطا ہوتی ہے اور فسق و فجور سے خدا
ناراض ہوتا ہے یہ فرما کر آپ مکان تشریف لے گئے :

پھر دوسری بار آپ باہر تشریف لائے اور بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور وعظ و نصائح
کے بعد اندر تشریف لے گئے اسکے بعد آپ باہر نہیں نکلے ۔

حضور کی سختی مرض کے زمانہ میں بڑے بڑے صحابہ عیادت کے لیے آئے،
آپ نے فرمایا کہ آؤ میں تمکو کچھ لکھ دوں تاکہ تم گمراہی میں نہ پھنسو، حضرت عمر نے فرمایا
اسوقت رسول اللہ پر مرض کا غلبہ ہے ۔ اور قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہی ہے،
اب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعض نے حضرت عمر کے قول سے اختلاف کیا بعض نے

پسند کیا نبی کریم نے فرمایا میرے پاس لغو باتیں نہ کرو یہ سن کر سب چلے گئے۔

آنحضرت صلعم کی وفات

۱۲ ربیع الاول یکشنبہ کو حضور کا مرض بڑھ گیا دوشنبہ کے دن حضرت عائشہ نے دیکھا کہ آپ کی نگاہ چھت سے لگی ہوئی ہے اور آپ یہ فرما رہے ہیں اللھم الرفیق الاعلےٰ" اے اللہ مجھے رفیق اعلےٰ سے ملادے" حضرت عائشہ سمجھ گئیں کہ اب آپ رحلت فرمائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آنحضرت روحی فداہ ۶۳ برس کے سن میں اس دار فانی سے راہی ملک بقا ہوئے۔

صحابہ کا اضطراب

حضور کی وفات کے بعد صحابہ سخت بے قرار ہوئے انکے ہوش وحواس پر پانی پھر گیا حضرت عمر نے تو بے قراری میں کہہ دیا کہ حضور کی وفات ہی نہیں ہوئی ہاں حضرت ابوبکر اور حضرت عباس ثابت قدم رہے۔ ان حضرات نے لوگوں کو نصیحتیں فرمائیں کہ جو لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے پس انھوں نے تو انتقال فرمایا اور جو لوگ اللہ واحد کے سامنے سر جھکانے والے ہیں انکا معبود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا محمد صلعم تو محض رسول تھے انکی وفات کے بعد کیا تم دین سے پھر جاؤگے یاد رکھو کہ تمھارے مرتد ہونے سے اللہ کا کوئی نقصان نہیں، ہاں اگر رسول علیہ السلام کی بتائی ہوئی صراط مستقیم پر قائم رہوگے تو جلد منزل مقصود پر پہونچکر ماجور ہوگے، اس وعظ سے صحابہ کو تسکین ہوئی۔

تجہیز و تکفین

حضور کی نعش مبارک چہارشنبہ تک رکھی رہی اور اسوقت تک دفن نہیں ہوئی جبتک کہ حضرت ابوبکر کو خلافت نہیں ملی (اسکا بیان حصہ دوم میں آویگا)۔

اسکے بعد حضور کو غسل دیا گیا اور کفن پہنا کر بعد نماز جنازہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں جہاں آپ نے وفات پائی تھی آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی،

وحی

کبھی کبھی حضرت عثمان وحی لکھتے تھے کبھی حضرت علی لکھتے تھے ایسے ہی خالد بن سعید و ابان بن سعید و علاء بن حضرمی وغیرہ اکثر کتابت فرماتے تھے۔

اوّل اوّل جن لوگوں نے اس کام کو انجام دیا وہ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ حنظلہ اُسیدی وغیرہ ہیں عبداللہ ابن سعد مرتد ہو گئے تھے مگر فتح مکہ کے دن ایمان لائے،

حضور کے اخلاق و اوصاف

آنحضرت نہایت حسین تھے آپ کے اعضاء نہایت مناسب تھے آپ نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ چھوٹے بلکہ قدرے دراز قد تھے حضور کا اخلاق ایسا تھا کہ آپ نے عمر بھر کسی خادم لونڈی کو زجر نہیں فرمایا باوجود اسقدر بلند مرتبہ ہونے کے جب کبھی اصحاب کی محفل میں تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا تو جہاں جگہ ملتی تشریف رکھتے۔ آپ کو دیکھکر صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے نہوتے کیونکہ آپ کو یہ ناگوار ہوتا تھا،

مشق کے لئے سوالات

۱۔ رسول کریم نے حج کے لئے کس کو امیر بنایا؟ ۲۔ حجۃ الوداع کا زمانہ وقوع بتاؤ؟ اسمیں حاجیوں کی تعداد کتنی تھی؟

۳۔ کمال دین کی کی آیات پڑھو؟ ۴۔ حضرت اسامہ کس لشکر کے سردار بنائے گئے؟

۵۔ نبی کریم مرض الموت میں کب مبتلا ہوئے؟ آپ کے مرض میں کس نے امامت کی

اور کتنی نمازیں پڑھائیں؟

۶۔ نبی کریم کا آخری خطبہ کیا تھا؟ آپ نے قبل وفات کے کیا طلب کیا تھا؟ آپ نے کب وفات پائی اسکی مختصر کیفیت بیان کرو؟ آپ کی نعش مبارک تین دن تک بلا دفن کیوں رہی؟

گذشتہ سبق کا خلاصہ

۹ھ میں آپ نے ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ لوگونکو حج کرائیں اور اعلان کردیں کہ مشرک حج نہ کریں اسی سال آپ نے مبلغین کو یمن میں ہدایت کے لیئے بھیجا ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کا وقوع ہوا، اسی میں دین کی تکمیل کی گئی۔ اسی سال آپ نے اسامہ کا لشکر تیار فرمایا۔ پھر آپ بخار میں مبتلا ہوئے اور ابوبکر کو امام بنایا اسکے بعد آپ مسجد تشریف لے گئے اور آخری خطبہ فرمایا۔ آپنے شدت مرض میں وصیت لکھنے کے لیئے کاغذ طلب فرمایا مگر اختلاف صحابہ کیوجہ سے باز رہے۔ ۶۳ سال کے سن میں ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو آپ نے وفات پائی صحابہ کو سخت قلق ہوا مگر حضرت ابوبکر نے انکو اطمینان دلایا آپ کی نعش مبارک تین دن کے بعد دفن ہوئی۔ وحی کے لکھنے والے عثمان علی۔ خالد۔ ابان۔ علاء۔ اُبی۔ زید۔ عبداللہ بن سعد۔ معاویہ حنظلہ۔ وغیرہ تھے، آپ جیسے باعتبار صورت حسین تھے ویسی ہی آپکا اخلاق بھی کامل تھا،

کل اسباق کا خلاصہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام فیل میں تولد ہوئے اور ۶۳ برس کے ہوکر دنیا سے کوچ فرمایا چالیس برس کے سن میں آپ کو نبوت ملی اسکے بعد ۱۳ سال مکہ میں اور ۱۰ سال مدینہ میں قیام فرما کر لوگونکو صراط مستقیم دکھاتے رہے آپ کی ولادت وفات۔ ہجرت سب ایک ہی دن اور ایک تاریخ میں واقع ہوئیں۔

نواں سبق

بعض بڑے واقعات کی فہرست

۱۔ سنہ ۱۱ھ میں آپ کو معراج ہوئی اسی وقت پانچوں وقت کی نمازیں بھی فرض ہوئیں

۲۔ سنہ ۱ھ میں مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی اسی مسجد میں پہلی مرتبہ اذان ہوئی۔ جہاد کا حکم بھی اسی سال ہوا۔

۳۔ سنہ ۲ھ میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف نماز پڑھی گئی" بیت المقدس کل ۱۶ ماہ قبلہ رہا" پہلے ہر ماہ میں تین دن مسلمانوں کو روزہ رکھنا پڑتا تھا۔ اسی سال رمضان کا روزہ فرض ہوا" عید کی نماز و فطرہ بھی اسی میں شروع ہوئے" اسی سنہ ۲ھ میں زکوات فرض ہوئی جس سے بڑا فائدہ ہوا اور کوئی مسلمان غریب نہ رہا۔ اگر اس زمانہ کی مہذب دنیا بھی اسکو اختیار کرتی تو بڑا فائدہ ہوتا۔

۴۔ سنہ ۳ھ میں شراب حرام ہوئی کیونکہ اس سے عقل خراب ہو جاتی تھی"

۵۔ سنہ ۴ھ میں زید بن ثابت کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ انسے خط و کتابت ہو سکے۔

۶۔ سنہ ۵ھ میں حج فرض ہوا تاکہ دنیا کے مسلمانوں کو تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے اسی سال تبنیت کی رسم توڑی گئی۔

۷۔ سنہ ۱۰ھ میں حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا" اسی سال حضور کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم نے بھی وفات پائی۔

۸۔ سنہ ۲ھ میں حضرت علی کا نکاح آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے ہوا۔

۹۔ سنہ ۱ھ نبوی میں۔ ابوبکرؓ۔ علی ابن ابی طالب۔ عثمان بن عفان۔

زبیر بن عوام ـ عبد اللہ بن مسعود ـ ابوذر غفاری وغیرہ مشاہیر لوگ ایمان لائے ـ

۱۰۔ ۶ سنہ ہجری میں حضور کے چچا حمزہؓ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایمان لائے ـ

۱۱۔ سنہ ۱ھ میں عبد اللہ بن سلام و رسلمان فارسی ایمان لائے ـ

۱۲۔ سنہ ۸ھ میں خالد بن ولید ـ عمرو بن العاص ـ عثمان بن ابی طلحہ وغیرہ ایمان لائے

۱۳۔ سنہ ۸ھ میں ابوسفیان بن حرب اور انکے بیٹے معاویہ اور ابو قحافہ حضرت ابوبکر کے والد ایمان لائے ''

دسواں سبق

(ننو حدیثیں)

آنحضرتؐ کے اخلاقی ـ علمی ـ سیاسی اقوال

(تعلیم و تربیت)

۱۔ اپنے لڑکے کو ادب دنیا ـ ایک صاع (پونے دوسیر) صدقہ کرنے سے بہتر ہے ـ

۲۔ طلب علم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے ''

۳۔ تعلیم دینے میں نرمی کا خیال رکھو ایسا نہو کہ نفرت پیدا ہو جائے ـ غصہ میں خاموشی کا خیال رکھو ـ

(۴) حکمت و علم کو گم شدہ چیز کی طرح جہاں پاؤ لے لو ـ

۵۔ جاہل سے بڑھکر کوئی محتاج نہیں ـ علم سے بڑھکر کوئی دولت نہیں ـ تعجب وحشت میں ڈالتا ہے ''

۶۔ اپنی عمر طلب علم میں صرف کرو ''

۷۔ طلب علم میں مصائب سفر کا خیال نہ کرو ـ

۸۔ شعر حکمت ہے۔ بیان جادو ہے۔ اکثر علوم جہل ہیں یعنی انسے نقصان ہے۔

عمل کوشش اور اقتصاد

۹۔ دنیا کے کاموں کو اسطرح انجام دو کہ گویا تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔
مگر آخرت کے کاموں کے انجام دینے میں جلدی کرو گویا کہ تمھیں کل ہی مرنا ہے۔

۱۰۔ علو ہمت ایمان کی نشانی ہے،

۱۱۔ محنت اور علو ہمتی سے رزق حاصل کرو ذلیل اور برے پیشوں کو اختیار نہ کرو خدا شریف کام سے خوش اور ذلیل سے ناراض ہوتا ہے،

۱۲۔ دست سخاوت لینے والے ہاتھ سے افضل ہے،

۱۳۔ طالب خیر نقصان میں نہیں طلب مشورہ ندامت سے بچاتا ہے، کفایت شعاری غربت کو دور کرتی ہے،

(۱۴)۔ تدبیر سے آرام ہے،

۱۵۔ کفایت شعاری نصف سامان معیشت ہے لوگوں سے محبت عقل کی بات ہے۔
حسن سوال عالم کی شان ہے،

۱۶۔ بے عمل کے لیے حسب و نسب مفید نہیں،

۱۷۔ حوائج کو پوشیدہ رفع کرو حسد سے بچو گے۔

امانت اور ایفاء عہد

۱۸۔ خیانت اور عہد شکنی دین کے خلاف ہے،

۱۹۔ کینہ در ہماری سنت پر نہیں،

۲۰۔ مجلسوں میں کسی کی غیبت نہ کرو اور نہ کسی کا راز فاش کرو،

۲۱۔ بری بات میں مشورہ کرنا۔ اور برا مشورہ دینا خیانت ہے۔

۲۲۔ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ اپنے بھائی سے ایسا جھوٹ بولو کہ جسے وہ سچ سمجھے۔

۲۳- منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جھوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ خیانت کرنا۔
۲۴- امانت کو حفاظت سے صاحب امانت تک پہونچادو۔ خائن سے بھی خیانت نہ کرو،
۲۵- ایفاء عہد ایمان کی علامت ہے۔
۲۶- باوجود قدرت اداء قرض میں دیر کرنا ظلم ہے۔
۲۷- مزدور کی مزدوری میں دیر کرنا گناہ کبیرہ ہے،

نیک اعمال اور احسان

۲۸- ہر نیکی صدقہ ہے،
۲۹- عمدہ باتیں کہو ماجور ہوگے بری باتوں سے سکوت اختیار کرو سلامت رہو گے
۳۰- برائی کا بدلہ نیکی سے دو۔ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے میل کرلو۔
۳۱- نیک راہ بتانے والا نیک ہے بری بات کی تعلیم دینے والا مثل برائی کرنیوالے کے ہے۔
۳۲- اپنے بزرگوں کی عزت کرو تمھاری اولاد بھی تمھاری عزت کریگی،
۳۳- بھلا وہ ہے کہ جسے وہ لوگ بھی بھلا کہیں جن میں وہ رہتا ہے؟
۳۴- تواضع بلند مرتبہ بناتی ہے۔ معافی سے انسان معزز بن جاتا ہے، مال صدقہ سے کم نہیں ہوتا۔
۳۵- کسی نیک کام کو حقیر جانکر چھوڑ نہ دو،

رحمت وشفقت

۳۶- چڑیوں پر رحم کرنے والا بھی اللہ کے رحم کا مستحق ہے،
۳۷- جانوروں کے اعضاء کو کاٹ کر انکو بدشکل کرنے والا ملعون ہے۔
۳۸- ہر جاندار پر رحم کرنے سے اجر ملتا ہے،
۳۹- مصیبت زدہ کو رہا کرو۔ بیکس کی امداد کرو۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ مریض کی عیادت کرو۔

۴۰۔ بڑائی اسمیں ہے کہ جو تجھسے بھاگے اس سے مل جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر جو ظلم کرے اس سے درگزر

۴۱۔ جس گھر میں یتیم پر ظلم ہو وہ بڑا ابُرا گھر۔ اور جس میں نیک سلوک کیا جاوے وہ اچھا ہے

لوگونکی مصیبت دور کرنا۔

۴۲۔ مسلمان وہ ہے جو اپنے ہاتھ وزبان سے کسی کو تکلیف نہ پہونچاوے۔

۴۳۔ دوسرونکی آبرو کا خیال رکھتا ہے خدا اسکی عزت کو بڑھاتا ہے۔

۴۴۔ تم کسی کو تکلیف نہ پہونچاؤ تمکو بھی کوئی تکلیف نہ پہونچائیگا۔

۴۵۔ اپنے پڑوسی کو دکھ دینے والا بے ایمان ہے،

۴۶۔ گناہ سے اپنا ہی نقصان ہے۔

۴۷۔ سب سے برا شخص وہ جسکی برائیونکے خوف سے اسکی عزت ہو،

۴۸۔ برائی سے پرہیز صدقہ ہے،

۴۹۔ بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

انصاف مشورہ ظلم

۵۰۔ ہر شخص اپنے ماتحتونکا ذمہ دار ہے۔

۵۱۔ انصاف کی ایک گھڑی ستر برس کی عبادت سے افضل ہے،

۵۲۔ جو شخص معاملت میں ظلم سے بچے جھوٹ نہ بولے۔ وعدہ خلافی نہ کرے وہ بڑا باوضع عادل ہے ایسے شخص کی اخوت لازمی ہے،

۵۳۔ مظلوم پر سختی نہ کرو کیونکہ اللہ اسکی فریاد بہت جلد سنتا ہے۔

۵۴۔ ایمان کے بعد لوگون سے میل ملاپ کا درجہ ہے۔ خودرائی ہلاک کرتی ہے جب خدا کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی رائے اسکو ہلاک کرتی ہے،

مساوات - بھائی بندی - اتحاد

۵۵ - جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو یہ ایمان کی علامت ہے -

۵۶ - ساری مخلوق اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے اسلئے جو اس کی مخلوق کو فائدہ پہونچاوے وہی اسکا دوست ہے

۵۷ - انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں نفرت رکھیں یا میل،

(۵۸ - انسان ذمہ دار ہے -

۵۹ - جسنے کسی ذمی (یعنی وہ مشرک جس کو اسلامی سلطنت میں رہنے کی اجازت مل چکی ہے) کو تکلیف دی اسنے مجکو ستایا -

۶۰ - جماعت کے ساتھ رہنے میں فلاح ہے -

۶۱ - ایسے دوستوں کی صحبت اچھی نہیں کہ جو تمھارا ایسا خیال نہیں کرتے جیسا کہ تم انکا کرتے ہو

۶۲ - ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ آپس میں بغض حسد و کینہ نہ رکھو کسی کی عیب جوئی نہ کرو -

اظہار حق

۶۳ - حق کہو اگرچہ تلخ ہو،

۶۴ - سچ کہو چاہے تمھاری ہی بات ہو -

۶۵ - سچے کی بات کا کیا کہنا!

عقلمندی اور ہوشیاری

۶۶ - شبہ والی باتوں کے قریب نہ جاؤ،

۶۷ - جو جانور چراگاہ کے کنارے جائیگا ممکن ہے کہ اسمیں پڑ جائے -

یعنی برائی کے قریب نہ جاؤ۔

۶۸ - نیکبخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

۶۹ - لڑائی مکاری کا نام ہے۔

۷۰ - صائب الرئے کے مشورہ سے کام کرنا عقلمندی ہے۔

۷۱ - سب سے نقصان میں وہ شخص ہیں جو زندگی بھر اپنی آرزوؤں کے پورا کرنے میں لگے رہے مگر پھر بھی انکی آرزوئیں پوری نہوئیں۔

۷۲ - پہلے پڑوسی پھر اپنا گھر"

۷۳ - لوگوں سے دوستی آہستہ آہستہ (امتحان کرکے) پیدا کرو ایسا نہو کہ وہ تمھارا دشمن ہو جائے۔ اسی طرح دشمنوں سے آہستہ آہستہ دشمنی کرو۔ ممکن ہے کہ وہ تمھارے دوست ہوجائیں

حفظ صحت

۷۴ - ہم ایسے لوگ ہیں بے بھوک کے کھانا نہیں کھاتے ہیں تو آسودہ ہوکر نہیں کھاتے۔

۷۵ - معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے کم خوری دواؤں کی جڑ ہے۔ پرخوری تمام بیماریوں کی جڑ ہے"

مکارم۔ اخلاق

۷۶ - میں اخلاق کی تکمیل کے لئے دنیا میں آیا ہوں۔

۷۷ - تدبیر عقلمندی ہے"

صبر ایک مضبوط زرہ ہے اور عمدہ اخلاق سے بڑھکر کوئی معزز حسب نہیں"

۷۸ - انسان کی بزرگی اسکے تدین میں ہے اور اسکی عقلمندی اسکی مروتمیں اور اسکا حسب اسکے اخلاق میں مضمر ہے

۷۹ - بد اخلاقی بدنصیبی ہے۔

۸۰ - مصائب کو چھپانا نیکیوں کا خزانہ ہے۔

۸۱ - برے آدمی کی صحبت سے بچو تاکہ اسی نگاہ سے نہ دیکھے جاؤ۔

۸۲ - مال و دولت میں بڑھنے کی کوشش سے اخلاق بڑھانیکی کوشش بہتر ہے۔

۸۳ - حیا ایمان میں داخل ہے۔

۸۴ - بری عادت عمل کو اسیطرح ضائع کرتی ہے جیسے شہد کو سرکہ۔

۸۵ - بہترین انسان خلیق ہے۔

۸۶ - اطمینان غنیمت ہے اسکا ضائع کرنا نقصان ہے۔

۸۷ - ناغہ دیکر ملو تاکہ محبت زیادہ ہو۔

۸۸ - ماں کے قدم کے نیچے جنت ہے۔

۸۹ - فضول باتوں سے پرہیز اسلام کی نشانی ہے۔

۹۰ - انسان کی خاطر تواضع صدقہ ہے۔

۹۱ - کسی کی مصیبت پر ہنسو نہیں ایسا نہو کہ خود مبتلا ہو جاؤ،

۹۲ - جو نیک کام کا حکم دے گا اسکا حکم نیکی ہوگا،

۹۳ - نرمی نیکبختی اور سختی بدبختی ہے۔

۹۴ - بے حیا جو چاہے سو کرے۔

۹۵ - صبر وہی ہے جو شروع صدمہ میں ہو۔

حقیقت دین

۹۶ - اپنی زبان سے کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اسی پر قائم بھی رہو۔

۹۷ - عقل انسان کی اصل ہے بلا عقل دین کا پایا جانا بھی مشکل ہے۔

۹۹ - اسلام ہر انسان کے لئے آسان ہے اس لئے اس پر عمل کرو،

۹۹ - دین نصیحت اور عبرت پکڑنے کا نام ہے۔

۱۰۰ - اصل دین خوش معاملگی ہے۔

حصہ اختتم شد

تصنیفات مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
میلاد نامہ۔	عہ/	قبروں کے غیبی نوشتے	۴/
محرم نامہ۔	عہ/	بچوں کی کہانیاں	۱۰/
یزید نامہ۔	۴/	اسرار	۶/
روپیہ عالم سکرات میں۔	۱/	کرشن بیتی	۱۰/
فلسفہ شہادت امام حسینؑ	۱/	فرام قبلہ تو شملہ	۴/
سفرنامہ مصر و شام و حجاز	۸/	امام الزماں کی آمد	۱۰/
روزنامچہ ہند۔	۱۲/	گورنمنٹ اور خلافت	۴/
سیپارۂ دل۔	[illegible]	اتالیق خطوط نویسی کامل	۴/
آپ بیتی	۴/	رسول کی عیدی	۲/
لاہوتی آپ بیتی	۲/	مجموعہ خطوط اکبر	۸/
جگ بیتی۔	۱۰/	اولاد کی شادی	۸/
چنگیاں اور گدیاں	۱۲/	گاندھی نامہ	۸/
قرآن آسان قاعدہ	۸/	بھکنی دست پناہ	۱/
تسخیر مہر و قہر	۱۰/	شیطان کا طوطا	۴/
معلومات سیر دہلی	۱۲/	چار درویش	۳/
تسکین احساس	۸/	لے دور کا سلام	۱/
بیوی کی تعلیم	۴/	شیخ سنوسی	۶/
بیوی کی تربیت	عہ/	غزنوی جہاد	۸/
طمانچہ بر رخسار یزید	عہ/	دل کی عیدیاں	۵/
گم ٹوموت	۸/	تین شہید	۴/
مرگ نامہ	۶/	اردو دعائیں۔	۸/
گیارہویں نامہ	۱۲/	تعلیم القرآن۔	۸/
اسلام کا انجام	۶/	بچوں پر ستم	۲/
خدائی کا گھر	۶/	جرمنی خلافت	۶/

سیر الطیبات

یا

مشاہیر نسواں

سیر الطبیات

یا

مشاہیر نسواں۔

ہر مسلمان اس امر کا متمنی ہو کہ مسلمان پھر گزشتہ عروج حاصل کریں اور دنیا کی تمام قوموں میں انکو ممتاز جگہ ملے لیکن یہ بات نہ مغربی تعلیم سے پیدا ہو سکتی ہو نہ اسلامی مکاتیب میں زانوے ادب تہ کرنے سے کچھ ہو سکتا ہو بلکہ بچوں میں اسلامی روح پیدا کرنے کے لیے سب سے اچھا مدرسہ ماں کی گود ہے اگر ماؤں کی گود میں بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت ہو جاے تو کیا کہنا ابتداءً جو نقوش بچہ کے ذہن میں مرتسم ہو جاتے ہیں ان کو نقش کالحجر سمجھیے صحیح تربیت سے جو اطوار عادات پیدا ہوتے ہیں وہ فطرت ثانیہ ہو جاتے ہیں اور بری سے بری صحبت بھی انکے بدلنے میں ناکام رہتی ہو لہذا قومی بہبود کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے تاکہ آئندہ نسل ہمت و نیت اخلاق اور اسلامی اسپرٹ کے لحاظ سے بلند تر ہو اور دنیا کے ہیجان میں ایک بار پھر سکون و اطمینان پیدا کر دے۔ اسی غرض و غایت کو مد نظر رکھ کر مولانا مقصود احمد صاحب متوسل دار الاقبال بھوپال نے اسلامی دور کی مشہور و ممتاز عورتوں کا ایک مستند تذکرہ مرتب کیا جسمیں اخلاق و عادات کے صدہا نمونے پائے جاتے ہیں جنکو پڑھ کر اور سنکر آپ بہت کچھ سبق لے سکتی ہیں اور دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کر سکتی ہیں آپ کے پیارے نبیؐ کے گھر میں کیا ہوتا تھا اس کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملیگا جب آپ رسول کریم کی بیٹیوں کے حالات پڑھینگی اور رسول اللہ کے برتاؤ سے واقف ہونگی۔ یہ کتاب سرسری طور پر نہیں لکھی گئی ہو بلکہ پوری دماغ سوزی سے کام لیا گیا ہے اور معتبر کتابوں کا حوالہ دیکر مستند کر دیا ہو۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب عمدہ قیمت صرف عہ ر

ملنے کا پتہ:۔ صدیق بکڈپو لکھنؤ
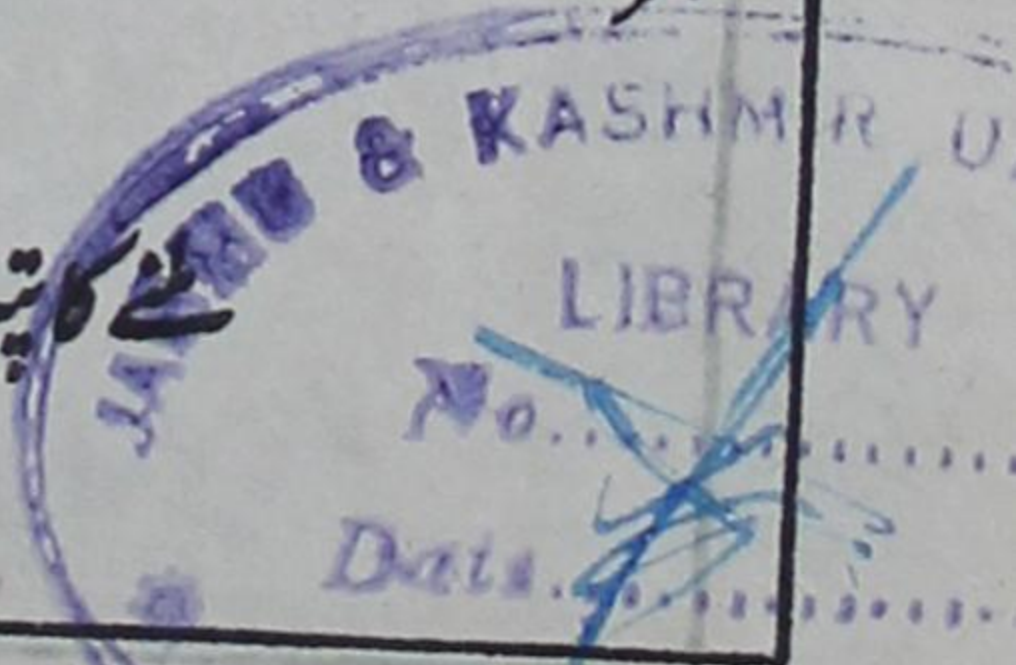
علمی مذہبی اور تاریخی کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر سرسید جلد اول	ے/	القرض	۴ہ/	سیرۃ الصدیقہ	۶ا/ ۱۰/	مشاہیر ہند	۶ا/
" " دوم	ے/	المقبول	عہ/	سوانح مولانا روم	۱۲/	جواہر اخلاق	عا/
" " سوم	ے/	آئینہ خود شناسی	۱۲/	" "	۴ہ/	انسداد حرام کاری	۱ا/
" " چہارم	ے/	برزخ	۱۲/	المامون	۴ہ/	انسداد گداگری	۱۰/
" " ہفتم	ے/	ذکر علی	۸/	ذکر خواجہ بالتصویر	۸/	کلید مراد	۸/
خطبات احمدیہ	لعہ/	بشریٰ	۶ہ/	سیرۃ الکبریٰ	۴ہ/	حظ سخن	۴ہ/
مبین الکلام ۲ جلد	ے/	علمائے سلف	ہ/	جمال الدین افغانی	۴/	کفایت شعاری	۸/
احکام طعام	۶/	نابینا علما	۴/	سبعہ سیارہ	۴/	خطوط امیر مینائی	۶ا/
الجن والجان	۶/	مقالات سرسید	۴ہ/	بیگمات بنگال	۶/	مکاتیب اکبر	۴ہ/
اصحاب کہف	۸/	میلاد نامہ عبدالرزاق	۴/	زوال خلافت	۸/	اردوئے معلی	۶ا/
ازالۃ الغین	۶/	آفتاب رسالت	۱۴/	مقدمہ محمد علی	۴/	ذکر حبیب	۳/
الدعاء والاستجابۃ	۴/	قلزم نعمت	۲/	تنقید البرامکہ	۸/	ذکر جمیل	۵/
النظر فی بعض مسائل	مہ/	معراج	۲/	ہمارا طرز حکومت	۳/	تذکرۃ المصطفیٰ	۴ہ/
جواب امہات المومنین	۶/	میلاد النبی رحانی	۸/	حیات سعدیؒ	۴ہ/	پیغمبر اعظم	۴ہ/
تقلید و عمل بالحدیث	۱۲/	اشاعت اسلام	۶/	مسدس حالی	۸/	خاتون جنت	۶ا/ ۱۰/
کتاب الحجت	۱۲/	فطرت اور قانون فطرت	۴ہ/	قطعات حالی	۸/	امام مسلم	۴/
اعجاز التنزیل	۱۲ ے/	خدا کی ہستی	۸/	رباعیات حالی	۶/	عرفان کی تجلی	۴ہ/
مکاتبات الخلان	۱۲ عہ/	عقاید اسلامیہ	۴/	نظام حیات انسانی	۸/	شمس تبریزؒ	۸
الحقوق والفرائض	ے/	حقیقت قربانی	۳/	سفرنامہ حجاز	۴ہ/	حیات ابدی	۴/
ارض القرآن کامل	۱۲ ہہ/	اسلام کی ہمہ گیرین	۳/	خنجر تسلیم	۸/	حیات حالی	۶/
حقائق اسلام	عا/	فلاح دارین	عہ/	مکاتیب محسن الملک	مہ/	اورنگزیب پر نظر	۸/
المدنیۃ والاسلام	عا/	شریعت طریقت	۸/	آیات بینات کامل	سعہ/	الہارون	عا/
علم الکلام	عا/	لمعات صداقت	۴ہ/	تقاریر محمد علی	۸/	بزم خیال	مہ/
الکلام	عہ/	احرار اسلام	۵/	علم الاخلاق	عہ/	الفاروق ۵ر	ے/
معارج الدین	۱۲ ہہ/	سوانح شیخ الہند	۸/	مصطفےٰ کامل	۶ا/	مشاہیر عالم کامل	۶ا/
مختارات الصوفیہ	عہ/	ازدواج الانبیاء	۴ہ/	کتاب الحقوق	۲/	انقلاب ترکی	۶ا/

ملنے کا پتہ: صدیق بکڈپو لکھنؤ

مختصر فہرست کتب اُردو

دعوت عمل مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کر دینے والا ولولہ انگیز مضمون جسمیں مولانا نے راہ عمل کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی ہے۔ جسمیں مسلمانوں کو چونکا دینے والے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والے جادو بھرے الفاظ میں مسلمانونکو مخاطب کیا ہے۔ مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب بیان کر کے ان کی حفاظت اور ترقی کی تجاویز پیش کی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں اسکا مطالعہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی نفع بخش ہے قیمت ۸ر

ترک موالات مولانا کا مضمون ترک موالات اور تعلیم جسمیں حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ دیوبندی کے تمام ارشادات مسئلہ ترک موالات پر بھی شامل ہیں قیمت ۴ر

فوجی ملازمت فوجی ملازمت پر شرعی نقطۂ نظر سے بحث کر کے مسلمانوں کی رہنمائی کی گئی۔ جسکے آخر میں سرفروشان اسلام مولانا حسین احمد اور مولانا شاہ احمد صاحبان اسیران کراچی کی وہ تقریریں بھی شامل ہیں جو ممدوحین نے مسئلہ فوجی ملازمت کو پیش کرتے ہوئے کیں۔ سچ تو یہ ہے کہ موخر الذکر حضرات کی تقریروں نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا قیمت ۴ر

لمعات صداقت مولانا محترم کے تین مضامین کو یکجا کر کے یہ رسالہ چھاپا گیا ہے تینوں مضامین اہم ہیں ایک میں شہادت امام مظلوم پر عالمانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ اور ایک میں مسلمانوں کو انکے سب سے زیادہ ضروری فرض کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قیمت ۴ر

دعوت حق تاریخ اسلام سے دعوت حق کی ایک مثال۔ تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ۔ شیخ عبد العزیز کی جرأت حق گوئی۔ اعلان حق وغیرہ قیمت ۵ر

پتہ:۔ صدیق بکڈپو امین آباد لکھنؤ

فہرست مضامینِ تاریخ اسلام

حصہ اوّل